نتیجہ از ممتحن گرامی

عنوان مقالہ:________________ عنوان نمبر (لازمی لکھیں):________________

نام امیدوار:________________ ولدیت:________________

عالمیہ سال اول کا رول نمبر:________________ عالمیہ سال دوم (2023ء) کا رول نمبر:________________

مقالہ چیک کرنے کے لیے نمبروں کی تقسیم اور مختصر ملاحظات:

نمبر شمار	مقالہ کے اجزاء	مقررہ نمبر	حاصل کردہ نمبر	نمبر کم ہونے کی وجہ
01	فہرست عنوانات	05		
02	**مقدمہ** مندرجہ ذیل امور کا احاطہ ضروری ہے: (موضوع کا تعارف، اہمیت موضوع، سابقہ کام کا جائزہ، تحقیق کے بنیادی سوالات واہداف)	15		
03	**صُلبِ موضوع** (سوالات واہداف کے مطابق موضوع پر تحقیق)	50		
04	حواشی وذیل حوالہ جات اور توضیحی نوٹس	10		
05	موضوع کی بحث پر مبنی نتائج / خلاصۂ بحث	05		
06	موضوع پر مزید کام کرنے کی تجاویز	05		
07	مقالہ میں وارد آیات واحادیث کی فہرست (آخر میں لگائیں)	05		
08	فہرست مصادر ومراجع	05		
09	میزان	100		

مقالہ کے بارے میں ممتحن کے عمومی تاثرات:________________

____

____

____

نام ممتحن:________________

دستخط ممتحن:________________

تاریخ:________________

نوٹ: 1۔ نتیجہ از ممتحن، مندرجہ بالا پُر فارمہ کاپی کر کے امیدوار اپنے مقالے کے آغاز میں لگائے، اس میں مطلوبہ کوائف کو امیدوار خود احتیاط سے درج کرے۔

2۔ مقالہ بغیر کمپوزنگ کے قابل قبول نہ ہوگا، کمپوزنگ کے متعلق ہدایات صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ کریں۔

شرعی رخصتیں اور ان کے احکام (ایک مطالعہ)

(البحث لنیل الشہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ)

www.ahlesunnatboardspak.com

نام مقالہ نگار

مولانا۔۔۔۔۔۔۔

رول نمبر عالمیہ سال

دوم:411000

نام مقالہ نگران

علامہ مولانا------صاحب

شعبۃ الامتحان تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

ذوالحجۃ الحرام 1445ھ بمطابق جولائی 2024ء

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

شرعی رخصتیں اور ان کے احکام (ایک مطالعہ)

(البحث لنیل الشہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ)

یہ تحقیقی مقالہ الشہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لئے پیش کیا گیا۔

نام مقالہ نگار

مولانا۔۔۔۔۔۔

رول نمبر عالمیہ سال

دوم:411000

نام مقالہ نگران

علامہ مولانا------صاحب

شعبۃ الامتحان تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

ذوالحجۃ الحرام 1445ھ بمطابق جولائی 2024ء

For More Information: Ahle Sunnat Boards Pakistan

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

تصدیق نامہ

میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ

مقالہ ہذا بعنوان" **شرعی رخصتیں اور ان کے احکام (ایک مطالعہ)**"

مقالہ نگار(**مولانا۔۔۔۔۔۔**)

نے میری نگرانی میں مکمل کیا۔ میں ان کے منہج تحریر و تقریر سے مطمئن ہوں نیز یہ مقالہ اس سے پہلے کسی ادارے جامعہ میں حصول سند کے لئے پیش نہیں کیا گیا۔

دستخط مقالہ نگران

www.ahlesunnatboardspak.com

اِظہار تشکر

میں سب سے پہلے شکر گزار ہوں !

رب ذوالجلال کا جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے جس سوہنے پروردگار نے مجھے خاتم النبیّن حضرت **محمدؐ** مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقے یہ توفیق بخشی کہ میں اپنے اس مقالہ کو اپنی محنت سے پایہ تکمیل تک پہنچا سکا۔ اور میں **"تنظیم المدارس بورڈ اہلسنت پاکستان"** کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اس کام کے لئے موقع فراہم کیا۔

اس کے بعد میں سب سے زیادہ ممنون و مشکور ہوں اپنے پیارے والدین کا جن کی دعاؤں کے نتیجے میں ربّ ذوالجلال نے مجھے معاشرے میں عزت و کامرانی بخشی۔

اللہ اور اُس کے رسول مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل و کرم اور والدین کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ میں اپنے شفیق اساتذہ کے احسانات کو کیسے بھول سکتا ہوں جن کی انتھک محنتوں اور کاوشوں کے سبب میرے اندر اتنی قابلیت پیدا ہوئی کہ آج میں اس مقالہ کو تحقیق کے ساتھ پیش کر سکا۔

میرے ضرب یضرب سے شروع کیے ہوئے سفر کو قال قال رسول مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک اختتام پذیر کرنے میں جن اساتذہ نے میری مدد کی اور مجھے ایک لفظ بھی پڑھایا ان سب کا میں بے حد شکر گزار ہوں۔ اللہ ان کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کو عمر بالخیر عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبیؐ الامین مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

مولانا۔۔۔۔۔۔۔۔

www.ahlesunnatboardspak.com

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقے سے **سیدی امام عشق و محبت سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ** کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ اپنے **مرشد کریم امیر المجاہدین حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی صاحب** کی بارگاہ میں بھی پیش کرتا ہوں کہ

جن کی بدولت یہ سب کچھ ملا اور بالخصوص اس تمام کو اپنے **شفیق والدین کریمین** اور **اساتذہ کرام** کے ساتھ منسوب کرتا ہوں کہ آج جو کچھ بھی ہوں صرف اور صرف اُنہی کی بدولت ہوں۔

اللہ پاک میرے مرشد کریم کی تربت پہ کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے (آمین)

www.ahlesunnatboardspak.com

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبین وعلیٰ آلہ واصحابہ وعترتہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

تعارف موضوع:

شریعتِ مطہرہ نے حالات اور تقاضے کے مطابق کام کرنے کی جو ہدایات دی ہیں اور زندگی کے ہر شعبے میں حکمت، مصلحت اور سہولت کا جو نظریہ پیش کیا ہے، اس کو سامنے رکھ کر ہی ہم امور زندگی طے کریں اور انجام دیں۔ اس طرح ہماری مثالی زندگی سے کامیابی و فتوحات کی راہیں کھلیں گی۔

کام کو حالات، وقت اور تقاضا کے مطابق پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اس کے بہتر نتائج اور فائدے بھی سامنے آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موقع کی مناسبت اور نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے انجام دیئے گئے کاموں سے عوام الناس نہ صرف بڑے پیمانے پر مستفید ہوتے ہیں بلکہ اُن کی زندگیوں میں کافی آسانیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

یہی وہ بنیاد ہے جس کی وجہ سے دینِ فطرت اسلام میں انسانی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حالت، وقت اور تقاضا کے مطابق احکامات جاری کئے گئے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اصولی طور پر رمضان کے روزے ہر عاقل بالغ پر فرض ہیں لیکن اسی کے ساتھ حالت اور ضرورت کے مطابق بیماروں اور مسافروں کے لئے اس میں رخصت ہے کہ جو روزے اِن علتوں کی بنیاد پر چھوٹ جائیں ان کو بعد میں رکھ لیں۔

غور کریں کہ اگر بہر صورت رمضان کے روزوں کو لازم قرار دیا جاتا تو بیمار اور مسافر مشکل میں پڑ جاتے لیکن یہ اسلام کی خوبصورتی اور امتیاز ہے جس میں حالات کے مطابق احکامات کا ایک وسیع تر نظام ہے۔

تو آج ہم اس موضوع "شرعی رخصتیں اور ان کے احکام" کو پڑھنے کی کوشش کریں گے۔

اہمیت موضوع:

اسلام کا بہت نمایاں امتیاز ہے کہ وہ دین رحمت ہے، اور قرآن مجید کی بہت بڑی خوبی ہے کہ وہ از اول تا آخر کتاب رحمت ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ہر لحظہ انسان اپنے آپ کو رحمت کے آغوش میں پاتا ہے۔ اللہ کی کتاب اللہ کی بے پایاں رحمت کا حسین و جمیل اظہار ہے، اس میں جو احکام دیے گئے ہیں وہ سب احکام رحمت ہیں، ان احکام کو جس اسلوب میں بیان کیا گیا

www.ahlesunnatboardspak.com

ہے، وہ اسلوب بیان خود ان احکام پر چھائی ہوئی رحمت کی عکاسی کرتا ہے، زیر نظر مضمون میں قرآن مجید کے احکام میں رحمت کے بعض پہلوؤں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

اس مقالے سے اس امر کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ قرآن مجید کے اسلوب رحمت کو ہمارے یہاں دینی تعلیم ودعوت کا اسلوب بنایا جائے، بندوں کے ساتھ جو رحمت ونرمی احکام الہی کے اصل متن میں نظر آتی ہے، اسلوب وانداز کی وہی رحمت ونرمی احکام الہی کی ترجمانی کرنے والے معلمین، مبلغین اور اہل دعوت وافتاء کے یہاں بھی عام ہو جائے۔ ایسا تضاد ہرگز مناسب نہیں ہے کہ کتاب الہی کی تعلیمات رحمت کے دل نواز اسلوب میں ہوں، اور اسی کتاب الہی کی ہماری ترجمانی محبت ونرمی سے عاری اور سختی ودرشتی سے آلودہ نظر آئے۔

مقاصد تحقیق:

اس مقالے کا ایک اور مقصد دین کے ایک اہم پہلو کی طرف متوجہ کرنا ہے، وہ یہ کہ دین کی دو سطحیں ہیں، ایک سطح عام حالات میں عمل کرنے کی ہے، اور ایک سطح مخصوص حالات میں عمل کرنے کی ہے، جب عام حالات والی سطح پر عمل کرنا ممکن نہ ہو، یا زیادہ دشوار ہو تو اسلام بے دینی کی گنجائش نہیں رکھتا ہے۔

وہ ہر حال میں دین پر عمل پیرا رہنا لازم قرار دیتا ہے، البتہ دشواری کی صورت میں وہ حسب حال آسان صورتیں پیش کرتا ہے، اس سے بے دینی کے لیے کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا ہے۔ اگر عوام میں دین کی دونوں سطحوں کا علم پختہ ہو جائے تو وہ کسی بے چینی اور اضطراب کے بغیر حسب حال دین پر عمل پیرا رہ سکیں گے۔ اور دین حق سے نہ کسی کو شکایت کا جواز ملے گا، اور نہ ہی اس پر کسی طرح کا اعتراض چسپاں ہو سکے گا۔

ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ دنیا کی تخلیق اور صورت گری اللہ نے کی ہے اور ہدایت بھی اللہ نے بھیجی ہے، دنیا کے حالات اللہ نے دو طرح کے رکھے ہیں، معمول کے حالات جن میں زندگی گزارنا آسان ہوتا ہے اور معمول سے ہٹے ہوئے حالات جن میں زندگی گزارنا مشقت طلب ہوتا ہے، حالات کی دو قسموں کی طرح اللہ نے دین کے احکام بھی دو طرح کے دیے ہیں، معمول کے حالات میں انجام دیے جانے والے احکام اور معمول سے ہٹے ہوئے حالات میں انجام دیے جانے والے احکام۔ زندگی کے حالات کے تناظر میں دین کے احکام کو دیکھنے سے دین پر ایمان ویقین کی کیفیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جن لوگوں کی نگاہوں سے یہ پہلو اوجھل رہتا ہے، یا وہ جان بوجھ کر اس سے تجاہل برتتے ہیں، وہ کورونا جیسے حالات میں اس طرح شور مچاتے ہیں گویا دین کے خلاف کوئی بڑی حجت ان کے ہاتھ آگئی۔

درحقیقت یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے اور اس کے دین حق کی بڑی خصوصیت ہے کہ اس نے بندوں سے اطاعت بشرط استطاعت، بقدر استطاعت اور بشکل استطاعت کا مطالبہ کیا ہے۔ اس طرح اس دین کو زمان ومکان اور حالات سے مکمل ہم آہنگی کی صفت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ قیامت تک آنے والے تمام حالات کے لیے قابل عمل رہتا ہے۔ موجودہ حالات میں دین کے اس

www.ahlesunnatboardspak.com

روشن پہلو کو لوگوں کے سامنے پوری وضاحت کے ساتھ لانا بہت ضروری ہو گیا ہے، تاکہ حالات سے مایوسی اور دین سے بے تعلقی پھیلنے کے بجائے دین سے رغبت اور رب رحیم کی طرف انابت بڑھے۔

اسباب انتخاب موضوع:

دین کے احکام میں اللہ کی رحمت کا ایک حسین مظہر یہ ہے جب اللہ کی طرف سے کوئی حکم نازل ہوتا ہے، جس کی انجام دہی میں انسانوں کے لیے کبھی کوئی مشقت کا پہلو نکل سکتا ہو، تو اس سلسلے میں استثنائی رخصت بھی حکم کے ساتھ ہی نازل ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے تمام احکام کا استقرائی مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ عمومی حکم نازل ہوا ہو، بندوں کو اس کی انجام دہی میں مشقت پیش آئی ہو، ان کی طرف سے رخصت کا مطالبہ ہوا ہو، اور پھر استثنائی رخصت نازل ہوئی ہو۔ بلکہ ہمیشہ ایسا ہوا کہ عمومی حکم کے ساتھ ہی اور زیادہ تر اسی ایک آیت میں، اور کبھی کبھی اسی مجموعہ آیات میں استثنائی حالات کا تذکرہ بھی اللہ کی طرف سے ہوا، اور ان حالات کے لیے رخصت بھی اللہ کی طرف سے آئی۔ اس طرح کی بہت سی آیتوں کو آگے نقل کیا جائے گا۔ در حقیقت یہ اللہ کی رحمت کا بہت ہی لطیف اور دل موہ لینے والا انداز ہے، کہ وہ بندوں کے حالات کو بندوں سے زیادہ جانتا ہے، اور بندوں سے زیادہ بندوں پر مہربان ہوتا ہے۔

ہم یہاں قرآن مجید کی کچھ نمایاں مثالوں کے حوالے سے دین کی ان خوبیوں کو مزید واضح کریں گے۔

فرضیہ تحقیق:

1۔ رخصت کا معنی و مفہوم

2۔ عزیمت کا معنی و مفہوم

3۔ رخصت کی مشروعیت

4۔ رخصت و عزیمت کی اقسام و امثلہ

5۔ رخصت تلاش کرنے کا شرعی حکم

سابقہ کام کا جائزہ:

یہ موضوع چونکہ شرعی رخصتوں اور ان کے احکام کے حوالے سے ہے۔ اس موضوع میں ہم نے کثیر کتب سے استفادہ حاصل کیا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔ القرآن الکریم

2۔ ترجمہ کنزالایمان

3۔ تفسیر خازن

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

4۔ تفسیر روح البیان

5۔ تفسیر نور العرفان

6۔ صحیح بخاری شریف

7۔ صحیح مسلم شریف

8۔ فتاوی رضویہ

اور کثیر کتب سے استفادہ کرتے ہوئے خاکسار نے اس کو اپنے مجموعہ میں نقل کیا۔

منہج تحقیق:

1۔ میں نے اپنے اس مقالہ میں "تحقیقی" طرز اختیار کیا ہے۔

2۔ حوالہ جات اور دیگر تحقیق میں تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے فارمیٹ پر عمل کیا ہے۔

3۔ تخریج کرتے ہوئے بنیادی ماخذ سے ہی استفادہ کیا ہے۔

4۔ قرآنی آیات کا ترجمہ "کنزالایمان" از مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ سے کیا ہے۔

5۔ کتابوں کے ساتھ ساتھ جدید الیکٹرونک ذرائع مثلاً انٹرنیٹ وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔

6۔ قدیم کتب کے ساتھ ساتھ جدید کتب سے بھی استفادہ کیا ہے۔

7۔ قدیم وجدید تحقیقات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

www.ahlesunnatboardspak.com

اجمالی فہرست

صفحہ نمبر	عناوین	ابواب
1	**رخصت وعزیمت کا مفہوم وشرائط**	**باب اول**
2	رخصت وعزیمت کا مفہوم ومعنی	فصل اول
12	رخصت کی مشروعیت	فصل دوم
27	**رخصت کی اقسام وشرعی حکم**	**باب دوم**
28	رخصت کی اقسام ومثالیں	فصل اول
41	رخصت وعزیمت تلاش کرنے کا شرعی حکم	فصل دوم
56	خلاصۃ البحث	☆☆☆
57	نتائج	☆☆☆
58	سفارشات	☆☆☆
59	فہرست آیات قرآنی	☆☆☆
63	فہرست احادیث مبارکہ	☆☆☆
64	ماخذ ومراجع	☆☆☆

www.ahlesunnatboardspak.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
1	**باب اول کا تعارف**	1
2	**فصل اول: رخصت وعزیمت کا مفہوم و معنی**	2
2	رخصت وعزیمت	3
2	عزیمت کا لغوی معنی	4
4	عزیمت کا اصطلاحی مفہوم	5
7	رخصت کا لغوی واصطلاحی معنی	6
12	**فصل دوم: رخصت کی مشروعیت**	7
12	احکام رخصت وعزیمت کی شرائط	8
12	ضرورت اور حاجت میں فرق	9
14	پہلی صورت: عام حالات	10
15	دوسری حالت: بوقت حاجت	11
16	تیسری حالت: ضرورت	12
17	اضطرار کی حالت اور مضطر	13
21	ضرورت کے ضوابط	14
22	مسلمانوں کو عزیمت کی ہدایت	15
25	اصل مطلوب عزیمت ہی ہے	16

www.ahlesunnatboardspak.com

27	**باب دوم کا تعارف**	17
28	**فصل اول: رخصت کی اقسام و مثالیں**	18
28	رخصت کی اقسام	19
30	احکام کے اعتبار سے رخصت کی قسمیں	20
31	رخصت و تخفیف کی سات صورتیں	21
32	رخصت کے اسباب	22
38	حالات کا رخصت اور عزیمت پر عمل کو متعین کرنا	23
40	اُمت کا اجتماعی عمل	24
41	**فصل دوم: رخصت و عزیمت تلاش کرنے کا شرعی حکم**	25
41	ابتدائیہ	26
46	رمضان کے روزوں میں رخصت	27
48	حج و عمرہ میں رفع حرج اور رخصتیں	28
52	نماز کی شریعت میں رخصتیں	29
53	خطرے کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں نماز اور قرآنی رخصتیں	30
54	حالت خوف میں پیدل یا سواری پر نماز پڑھنے کی رخصت	31
55	بیمار کے لیے نماز میں رعایت	32
56	خلاصۃ البحث	33
57	نتائج	34
58	سفارشات	35
59	فہرست آیات	36
63	فہرست احادیث	37

www.ahlesunnatboardspak.com

64	فہرست مصادر و مراجع	38

www.ahlesunnatboardspak.com

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

باب اول

رخصت و عزیمت کا مفہوم و شرائط

www.ahlesunnetboardspak.com

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

فصل اول:

رخصت وعزیمت کا مفہوم ومعنی

رخصت وعزیمت:

اسلام دین فطرت ہے اور یہ انسان کی فطرت اور لوگوں کے درمیان اس فطری فرق سے آنکھیں بند نہیں کرتا جو اعلیٰ درجات تک پہنچنے کیلیے درکار استعداد وصلاحیت کے حوالے سے ان میں پایا جاتا ہے۔اس حقیقت پسندانہ نقطہ نظر سے اسلام نے ہر عمل کے لئے اعلیٰ اور ادنی دو سطحیں مقرر کی ہیں۔اسلام انسان کے لئے بہترین نمونہ ہے اس لئے اسلام نے انسانوں کو ترغیب بھی دی ہے اور ڈرایا بھی ہے۔نیکی کی طرف بلانے اور برائی سے روکنے کا حکم دیا ہے۔ سزائیں بھی مقرر کی ہیں اور توبہ کا دروازہ بھی کھلا رکھا ہے۔اسلام نے ضرورتوں کیلیے احکام وضع کیے ہیں اور مجبور اور معذور لوگوں کے عذر کا خیال رکھا۔لہذا مختلف حالات میں رخصتیں اور استثناء کی گنجائش رکھی ہے۔اور اس طرح مسلمانوں کیلیے مشکل اور مصیبت کے اوقات میں ایسے جائز راستے کھول دیے ہیں جن سے وہ نکل سکتے ہیں۔ان صورتوں میں وہ چیزیں لازم نہیں ہوتیں جو پہلے عام حالات میں ان کیلیے لازم اور ضروری یا حرام اور مکروہ تھیں۔جب اعلیٰ اور ارفع صورت کو اختیار نہ کیا جاسکتا ہو تو ادنی اور نسبتاً ہلکی صورت کو اپنا لینے کی اسلام نے اجازت دی ہے۔ان شرعی احکام کو عزیمت اور رخصت کہا جاتا ہے۔ان پر گفتگو کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ حکم شرعی کی نوعیت معلوم کی جائے تاکہ اس کی روشنی میں مندرجہ بالا اصطلاحات کی حقیقت واضح ہونے میں آسانی ہو۔

عزیمت کا لغوی معنی:

عزیمت (ع زم) سے ماخوذ ہے العَزِمُ وَ العَزِیمَۃُ: کسی کام کو قطعی اور حتمی طور پر کرنے کا ارادہ کرنا:

☆: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ‌ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ‌۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ‌ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ﴾۔(1)

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

اس آیت میں رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاقِ کریمہ کا بیان کیا جارہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ”اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اللہ تعالی کی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر کتنی بڑی رحمت ہے کہ اس نے آپ صَلَّی

www.ahlesunnatboardspak.com

1:آل عمران:159:3

اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کو نرم دل، شفیق اور رحیم و کریم بنایا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کے مزاج میں اِس درجہ لُطف و کرم اور شفقت و رحمت پیدا فرمائی کہ غزوہ اُحد جیسے موقع پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم نے غضب کا اظہار نہ فرمایا حالانکہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کو اس دن کس قدر اَذِیَّت و تکلیف پہنچی تھی اور اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم سخت مزاج ہوتے اور میل برتاؤ میں سختی سے کام لیتے تو یہ لوگ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم سے دور ہو جاتے۔ تو اے حبیب! صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم آپ ان کی غلطیوں کو معاف کر دیں اور ان کیلئے دعائے مغفرت فرمادیں تاکہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کی سفارش پر اللہ تعالیٰ بھی انہیں معاف فرمادے۔

☆: ﴿وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِیْۤ اَنْفُسِكُمْؕ-عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰـكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًاؕ-وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى یَبْلُغَ

الْكِتٰبُ اَجَلَهٗؕ-وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُۚ-وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ﴾-(1)

اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی ہی بات کہو جو شرع میں معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

اہم مسئلہ:

دورانِ عدت نکاح حرام ہے اور جو اسے حلال سمجھے وہ کافر ہے۔(2)

آیت میں عدتِ وفات گزارنے والی عورت کا حکم بیان کیا جارہا ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرنا یا نکاح کا کھلا پیغام دینا یا نکاح کا وعدہ کر لینا تو حرام ہے لیکن پردے کے ساتھ خواہشِ نکاح کا اظہار گناہ نہیں مثلاً یہ کہے کہ تم بہت نیک عورت ہو یا اپنا ارادہ دل ہی میں رکھے اور زبان سے کسی طرح نہ کہے۔

☆: ﴿یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَؕ-اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾-(3)

اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو افتاد (مصیبت) تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

1:البقرہ:235:2

www.ahlesunnatboardspak.com

3: اعلیٰ حضرت، احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، ۲۶۶/۱۱، لاہور، رضا فاؤنڈیشن، 2000ء

2: لقمان: 17:31

اس سے پہلی آیت میں ذکر ہوا کہ حضرت لقمان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے کو عقائد کے حوالے سے نصیحت کی اور یہاں سے ان کی وہ نصیحت ذکر کی جارہی ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو ظاہری اعمال کے حوالے سے کی اور جس کا تعلق اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے ساتھ ہے،

چنانچہ فرمایا گیا کہ حضرت لقمان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ جو کہ کامل ترین عبادت ہے اور لوگوں کو اچھی بات کا حکم دے اور انہیں بری بات سے منع کر اور یہ کام کرنے کی وجہ سے تم پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کر، بیشک یہ وہ کام ہیں جنہیں کرنا لازم ہے۔(1)

آیت ''یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ'' سے معلوم ہونے والے اہم اُمور:

اس آیت سے 3 باتیں معلوم ہوئیں،

...(1) نماز، اچھی بات کا حکم دینا، بری بات سے منع کرنا۔ اور مصیبت پر صبر کرنا، یہ ایسی عبادات ہیں جن کا تمام اُمتوں میں حکم تھا۔

(2) اس میں بڑی پیاری ترتیب فرمائی گئی کہ وعظ کہنے والا عالم پہلے خود نیک عمل کرے پھر دوسروں سے کہے۔ بے عمل واعظ کا وعظ دلوں میں اثر نہیں کرتا اور چونکہ اس راہ میں تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں لہٰذا صبر کا فرمایا گیا۔ یاد رہے کہ ہر مسلمان دین کا مُبَلِّغ ہونا چاہیے اور جو مسئلہ اسے درست معلوم ہو وہ دوسروں تک پہنچائے۔ صرف علماء پر ہی تبلیغ لازم نہیں ہے۔

(3) تبلیغ اور صبر کے اکٹھے بیان کرنے میں ایک اشارہ یہ ہے کہ تبلیغ میں صبر کے مراحل بہت مرتبہ پیش آتے ہیں لہٰذا تکالیف کی وجہ سے تبلیغ سے باز نہیں آنا چاہیے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کی جلد 1 صفحہ نمبر 352 میں عزیمت کی مندرجہ ذیل تعریف کی ہے:

"عقد القلب على امضاء شيء تريد فعله"۔

"یعنی کسی کام کو کرنے کے لیے دل کا مضبوط ہونا عزیمت کہلاتا ہے۔

عزیمت کا اصطلاحی مفہوم:

طاقت اور گنجائش کے مطابق اللہ کی اطاعت کرنے اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کرنے کے ارادے کو دل میں مضبوط اور پختہ کرنے کا نام عزیمت ہے۔ (جو اولوا العزم پیغمبروں کی سیرتوں میں جگہ جگہ نظر آتا ہے)۔

بعض حضرات نے عزیمت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے:

ہواء نفس سے آزادی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی طرف متوجہ ہو کر مقدور بھر کوشش وجدوجہد کا نام عزیمت ہے تاکہ ظلمات سے بچ کر نور شریعت کے تحت زندگی گزاری جائے۔

1: حقی، الشیخ اسماعیل حقی بروسی، تفسیر روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ:۱۷، ۷/۸۲-۸۳، احیاء التراث العربی بیروت، 2009ء

ابن الاثیر نے اپنی کتاب "النهاية في غريب الحديث والاثر" کی جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 231 میں عزیمت کا مندرجہ ذیل مفہوم بیان کیا ہے

"هِيَ مَا وَكَّدتَّ رَايَكَ وَ عَزَمَك عَلَيهِ وَوَفَايتَ بِعَهدِ الله فِيهِ"۔

"یعنی اپنی رائے اور ارادے کو کسی کام کے کرنے کے لیے مضبوط اور پختہ کرنا اور اس کام کے متعلق اللہ تعالیٰ سے جو عہد و پیمان کیا ہے اس عہد و پیمان کو پورا کرنا چاہے اس راستے میں مال و اولاد اور جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ اور انسان اس استقامت کے ساتھ چلتا جائے کہ:

حق تو یہ کہ حق ادا نہ ہوا۔

بعض علماء کے نزدیک اس کی جامع تعریف یہ ہے:

"هو اصل من الاحكام غير متعلق بالعوارض"۔

"وہ حکم جو احکام میں اصلی اور مستقل ہو اور عارضی احکام سے وابستہ نہ ہو"۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عزیمت کا اطلاق اُن شرعی احکام پر ہوتا ہے جو انسانوں کو عام حالات میں دیئے گئے ہیں۔ یہ وہ مستقل اور اصلی احکام ہیں جو اس لیے دیئے گئے ہیں۔ تاکہ تمام انسانوں لیے معمول کے حالات میں ان کو عام قانونی حیثیت حاصل ہو۔ اس میں ضرورت اور عذر کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ جیسے نماز اور دوسری عبادات۔

اسی طرح عزیمت میں وہ حکم بھی شامل ہوتا ہے۔ جو شارع نے شرعی اسباب کے لیے وضع کیا ہو ایسے حکم کا وجود اپنے سبب کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ جیسے مشرکین کو گالی دینے سے منع کیا گیا۔

قرآن میں ارشاد ہے:

☆: ﴿وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ فَيَسُبُّوا اللهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍؕ-كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ۪-ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾۔(1)

ترجمہ کنزالایمان:

اور انہیں گالی نہ دو، جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے۔ زیادتی اور جہالت سے یونہی ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اس کے عمل بھلے کر دیئے ہیں۔ پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔ اور وہ انہیں بتادے گا جو کرتے تھے۔

www.ahlesunnatboardspak.com

حضرت قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قول ہے کہ مسلمان کفار کے بتوں کی بُرائی کیا کرتے تھے۔ تاکہ کفار کو نصیحت ہو۔ اور وہ بت پرستی کے عیب سے باخبر ہوں۔ مگر ان ناخدا شناس جاہلوں نے بجائے نصیحت حاصل کرنے کے شانِ الٰہی میں بے ادبی کے

1: الانعام:108:6

ساتھ زبان کھولنی شروع کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

کہ اگرچہ بتوں کو برا کہنا اور ان کی حقیقت کا اظہار طاعت و ثواب ہے لیکن اللہ خالق کائنات جل جلالہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں کفار کی بدگوئیوں کو روکنے کے لئے اس کو منع فرمایا گیا۔ ابنِ انباری کا قول ہے کہ یہ حکم اول زمانہ میں تھا جب مسلمانوں میں طاقت آگئی کہ کفار کو رب عَزَّوَجَلَّ کی شان میں گستاخی سے روک سکیں تو انہیں اس کی اجازت مل گئی۔ (2)

ورنہ تو خود قرآنِ کریم میں شیطان اور بتوں اور سرداران قریش کی برائیاں بکثرت بیان کی گئی ہیں۔

آیت ''وَ لَا تَسُبُّوْا'' سے معلوم ہونے والے مسائل:

مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگر غیر ضروری عبادت ایسے فساد کا ذریعہ بن جائے جو ہم سے مٹ نہ سکے تو اس کو چھوڑ دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ واعظ و عالم اس طریقے سے وعظ نہ کرے جس سے لوگوں میں ضد پیدا ہو جائے اور فساد اور مار پیٹ تک نوبت پہنچے۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی کے متعلق یہ قوی اندیشہ ہو کہ اسے نصیحت کرنا اور زیادہ خرابی کا باعث ہو گا تو نہ کرے۔ چوتھے یہ کہ کبھی ضد سے انسان اپنا دین بھی کھو بیٹھتا ہے کیونکہ کفارِ مکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو مانتے تھے پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ضد میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شان میں بھی بے ادبی کرتے تھے۔ (3)

عزیمت میں وہ چیزیں بھی شامل ہیں جو شارع نے مصلحت عامہ کے تحت وضع کی ہیں جیسے بیع، مضاربت، قصاص وغیرہ اس میں عمومی استثناء بھی شامل ہے۔

جیسے ارشاد ہے:

☆: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۪-فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍؕ-وَ لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْــٴًـا اِلَّاۤ اَنْ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِؕ-فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِۙ-فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖؕ-تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَاۚ-وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾۔ (4)

یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں

www.ahlesunnatboardspak.com

1: امام بغوی،امام ابی محمد حسین بن مسعود البغوی الشافعی،خازن،الانعام،تحت الآیۃ:۱۰۸،۱۰۰/۲،دار الکتب العلمیہ بیروت،1415ھ
2: ایضا،الانعام،تحت الآیۃ:۱۰۸،۴۶/۲
3: نعیمی،مفتی احمد یار خان نعیمی،تفسیر،نور العرفان،الانعام،تحت الآیۃ:۱۰۸،ص:۲۲۴،فرید بکڈپو پرائیویٹ لمیٹڈ،2020ء
4:البقرہ:229:2

خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

یہ آیت ایک عورت کے متعلق نازل ہوئی۔ جس نے سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا رہے گا۔ اور رجوع کرتا رہے گا۔ اور ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہو گی تو رجوع کر لے گا۔ اور پھر طلاق دیدے گا، اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ مہر میں سے کوئی چیز واپس لینا درست نہیں ہے لیکن حقوق اللہ کی ادائیگی میں کمی کا خوف ہو تو پھر کسی چیز کا لینا عزیمت ہے۔

رخصت کا لغوی و اصطلاحی معنی:

رخصت کا لفظ سہولت، آسانی اور نرمی پر دلالت کرتا ہے۔ یہ لفظ عربی زبان کے فعل رَخَص سے ہے جس کے معنی کم ہونے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ رَخَصَ السِّعرُ یعنی نرخ کم اور ارزاں ہو گئے۔ اور کہا جاتا ہے کہ شارع نے فلاں چیز میں ہمارے لیے رخصت دی ہے، یعنی شارع کی طرف سے آسانی اور سہولت دی گئی ہے۔ عربی زبان میں رخصت کے لغوی معنی تسہیل، تخفیف، تیسیر اور عدم تشدید کے آتے ہیں۔(2)

شرعی رخصت کے اصطلاح معنی ہیں وہ حکم شرعی جو صعوبت سے سہولت کی طرف منتقل ہوا ہو اور جس میں کسی عذر کے باعث آسانی پیدا کر دی گئی ہو اگرچہ اساسی حکم کا سبب جوں کا توں اپنی جگہ قائم ہو۔(3)

حدیث مبارکہ میں آیا ہے:

((اِنَّ اللهَ يُحِبُّ ان تُوتى رُخصَهُ كَمَا يَكرَهُ ان تُوتى مَعصِيَهُ))۔(4)

"بے شک اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی (دی ہوئی) رخصتوں کو بجالایا جائے جیسے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کی نافرمانی کی جائے"

دینی امور و معاملات میں رخصت کا اطلاق ہر اس حکم پر ہوتا ہے جس میں نرمی، سہولت اور آسانی کو مد نظر رکھا گیا ہو اور مشقت و شدت سے روکا گیا ہو۔ تاکہ فرار کے راستوں کا انسان راہی نہ بن جائے۔

www.ahlesunnatboardspak.com

1: ندلیسی، محمد بن یوسف الشہیر، بابی حیان الندلیسی، البحر المحیط، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۹، ۲/۲۰۲، دار الکتب العلمیہ، 1413ھ

2: ابن منظور، علامہ ابی الفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، جلد ۵ صفحہ ۴۰، مکتبۃ فلسطین للکتب المصورۃ، 1405ھ

3: سبکی، تاج الدین ابی نصر عبد الوہاب بن علی بن عبد الکافی السبکی، رفع الحاجب عن مختصر ابن الحاجب، ج2، ص24، مالہ الکتب، 1999ء

4: ابن حنبل، احمد بن حنبل، مسند امام احمد، الحدیث: 5866، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، 1421ھ

بعض علماء نے اس کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے۔

" هي ما وسع للمكلف فی فعله بعذر و عجز عنه مع قيام السبب المحرم"۔

رُخصت وہ حکم ہے جس میں مکلف کیلیے کسی عذر و مجبوری کی بناپر سہولت پیدا کی گئی ہو کیونکہ وہ اس کام کو سرانجام دینے کی طاقت نہیں رکھتا اور حرمت کا سبب باقی رہتے ہوئے اسے اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔) یا رخصت وہ فعل جس کی شرعاً کسی عذر و مجبوری کی بناپر اجازت دی گئی ہو۔

حالانکہ وہ فعل حرام ہو۔ اگر وہ عذر نہ ہوتا تو وہ چیز حرام ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رخصت وہ احکام ہیں جو شارع نے انسانوں کی مجبوری کی بناپر دیئے ہیں۔ اگر یہ مجبوریاں نہ ہوتیں تو یہ اصلی حکم اپنی جگہ باقی رہتا۔ یہ اصلِ کلی سے استثنائی حکم (exemption) ہے۔ اس استثنا(exemption) کا سبب مکلف کی تنگی دور کرنے. اضطراری حالات اور مجبوریوں کا اعتبار ہے۔ اکثر حالات میں یہ اصلی حکم کو لازمی کے درجے سے مباح کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ اور کبھی مندوب اور مستحب کی طرف۔

علمائے شافعیہ کے نزدیک رخصت سے مراد وہ حکم ہے جو دلیل ثابت حکم کے خلاف کسی عذر کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔ اس کی مثال اکراہ و جبر کے وقت کلمۂ کفر کہنا اور مجبوری کی حالت میں مردار کا گوشت کھانا ہے۔ پہلی صورت میں عذر اکراہ ہے اور دوسری صورت میں عذر نفس کی حفاظت ہے۔ ان حالتوں میں اصل حکم یعنی ایمان کی فرضیت اور کفر کی حرمت تو موجود ہے، لیکن عذر کی بناپر استثنا دے دیا گیا ہے۔

شرعی رخصت کے عام مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ ان گنجائشوں کی مشروعیت سے شارع حکیم کے پیش نظر یہ ہے کہ مکلفین پر تخفیف ہو اور احکامِ شریعت میں سہولت کا پہلو نمایاں رکھا جائے۔ تاکہ ان پر عمل کا داعیہ باقی رہے اور بندگانِ خدا کی زندگی مشقت سے محفوظ رہ سکے۔ مثال کے طور پر جو شخص کسی وجہ سے پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو یا پانی ناپید ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں تیمم کرنا جائز ہے۔

ارشاد باری ہے:

☆: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْاؕ-وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ

لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ ؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝-(1)

اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی حالت میں بے نہائے مگر مسافری میں اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو چھوا، اور

1: النساء:4:43

پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو بے شک اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے کچھ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُم کی دعوت کی، جس میں کھانے کے بعد شراب پیش کی گئی، بعض حضرات نے شراب پی لی کیونکہ اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی پھر مغرب کی نماز پڑھی، امام نے نشے کی حالت میں سورۂ کافرون کی تلاوت کی اور کلمہ "لَا" چھوڑ گئے جس سے "نہ" کی جگہ "ہاں" کا معنی بن گیا۔ اس سے معنی غلط ہو گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع فرما دیا گیا۔(1)

چنانچہ مسلمانوں نے نماز کے اوقات میں شراب ترک کر دی، اس کے بعد سورۂ مائدہ میں شراب کو بالکل حرام کر دیا گیا۔

اسی طرح قرآنِ کریم میں نص جلی کے ساتھ مردار کھانے کی حرمت وارد ہوئی ہے لیکن آگے چل کر حالت اضطرار میں اس کے استعمال کی رخصت بھی دی گئی ہے۔

☆: ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ-فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ-اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾-(2)

اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں۔ مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے۔ اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے۔ تو اس پر گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مذکورہ بالا دونوں مثالوں جیسی بے شمار مثالیں ہیں جو اسلامی شریعت میں رخصتوں کے ضمن میں آتی ہیں۔ بندگان خدا کے لیے سہولتوں کی فراہمی کا اہتمام اور رخصتوں کی مشروعیت ایک ایسا اسلامی اُصول ہے جس کی تائید قرآن و سنت کی لاتعداد نصوص کی واضح دلالت سے ہوتی ہے۔

☆: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ-فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ-وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ-یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ٘-وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾-(3)

www.ahlesunnatboardspak.com

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔

1: امام بغوی، امام ابی محمد حسین بن مسعود البغوی الشافعی، خازن، النساء، تحت الآیۃ: ۴۳، ۳۸۲/۱

2: البقرہ:173:2

3: البقرہ:185:2

☆: ﴿وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖؕ-هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍؕ-مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَؕ-هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ، مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ-فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِؕ-هُوَ مَوْلٰىكُمْۚ-فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ﴾۔(1)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا اُس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی تمہارے باپ ابراہیم کا دین اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ ہو اور تم اور لوگوں پر گواہی دو تو نماز برپا رکھو، اور زکوۃ دو اور اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو، وہ تمہارا مولٰی ہے۔ تو کیا ہی اچھا مولٰی اور کیا ہی اچھا مددگار۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے:

((علیکم برخصة الله التي رخص لکم))۔(2)

"تم لوگ اللہ کی عطا کردہ رخصتوں پر عمل پیرا ہونے کو لازم پکڑو"۔

قرآن و سنت میں وارد اس قسم کی آیات و احادیث کی روشنی میں علمائے دین نے ایسے متعدد شرعی قواعد کا استنباط کیا ہے۔ جو اسلام کی کشادگی اور عدل پروری کی جیتی جاگتی دلیل ہیں۔ گو کہ ان قواعد کی حیثیت قانون کی نہیں ہے۔ تاہم وہ علماء اہل قضا اور وکلاء حضرات کو قانون کی تہہ اور تطبیق کے سلسلے میں کافی مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ متعدد اہل علم نے ان شرعی قاعدوں کو مختلف تاریخی ادوار میں مستقل تصانیف کا موضوع بنایا ہے۔ زیر بحث موضوع سے تعلق رکھنے والے چند شرعی قواعد کا یہاں ہم طوالت کے خوف سے مختصراً ذکر کیے دیتے ہیں:

" الْأُمُورُ بِمَقَاصِدِهَا"۔

اُمور مقاصد کے مطابق ہیں۔

"المشقة تجلب التيسير "۔

مشقت کا وجود آسانی لاتا ہے۔

www.ahlesunnatboardspak.com

"الحرج مرفوع"۔

حرج کاازالہ ضروری ہے۔

"اذا ضاق الأمر اتسع "۔

جب کسی کام میں تنگی پیدا ہو جائے تو اس میں رخصت دی جائے گی۔

1: الحج:22:78

2: قشیری، ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم شریف، الحدیث:1115، بیروت، شبیر برادرز لاہور، 1427ھ

"الضرورات تبع المحظورات"۔

ضرورتیں ممنوع چیزوں کو جائز کر دیتی ہیں۔

"الحاجةُ تنزل منزلة الضرورة عامة او خاصہ"۔

حاجت عام ہو یا خاص ضرورت کی قائم مقام بن جاتی ہے۔

"ان تکون الضرورة قائمہ لا مقدرة"۔

وہ ضرورت (جس کی بنا پر استثناء حاصل کیا جارہا ہے) وہ فی الوقت موجود ہو۔(یہ نہ ہو کہ اُس کے وجود کی محض توقع ہو)۔

"الاضطرار لا یبطل حق الغیر"۔

کسی ایک انسان کے اضطرار کی وجہ سے_ دوسرے انسان کا حق باطل نہیں ہو سکتا۔

"لا ضرر ولا ضرار"۔

نہ نقصان اُٹھایا جائے اور نہ کسی کو پہنچایا جائے۔

" الضرر یزال"۔

متعدی ضرر کا ازالہ کیا جائے گا۔

"الفسد لا یزال بالضرر"۔

ضرر کو اُسی طرح کے ضرر سے دور نہیں کیا جائے گا۔

" الضرر یُدفعُ بقدر الامکان"۔

ضرر کو بقدر امکان دور کیا جائے گا۔

"درو المفاسد اولی من جلب المنافع "۔

مفاسد کو دور کرنا حصولِ منفعت پر مقدم ہے۔

مذکورہ بالا، آیات احادیث اور معتبر شرعی قواعد سے ایک طرف جہاں اسلامی شریعت کے عمومی مزاج کا پتہ چلتا ہے وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاملاتِ زندگی میں مشقتوں پر سہولتوں کی ترجیح اور رخصتوں کی فراہمی کا پہلو کسی بھی انسانی نظام حیات کے لیے ناگزیر ہوتا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ دین فطرت اسلام نے اس پہلو کی کماحقہ، رعایت کی ہے۔

www.ahlesunnatboardspak.com

فصل دوم:

رخصت کی مشروعیت

احکام رخصت و عزیمت کی شرائط:

باب دوم (فصل اول) کی گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل علم نے ان شرائط کو یوں بیان کیا ہے۔

1۔ رخصت پر عمل کرنے لیے کسی شرعی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔

2۔ عزیمت پر عمل کرنے سے کوئی عذر شرعی مانع ہو۔

علماء کرام کے نزدیک رخصت کسی مشقت کی وجہ سے اصلی حکم میں استثنا کی صورت ہے۔اور صرف ضرورت مشقت تک محدود ہوتی ہے۔تو وہ رخصت نہیں ہے۔

مثلاً بیع سلم (جو ضرورت کی بنا پر مشروع ہے علماء اصول کے نزدیک رخصت نہیں ہے۔ رخصت استثنائی حکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اصلی کلی حکم موجود رہتا ہے۔اور صرف رخصت کی صورتیں اس سے مستثنیٰ ہوتی ہیں۔لوگوں کی ضرورتوں اور حوائج کے پیش نظر اصلی کلی حکم کے برعکس حکم دینا اور مشقت کے پیش نظر استثنائی حکم میں بنیادی فرق یہ ہے کہ استثنائی حکم ابتدائی حکم نہیں ہے۔ نیز رخصت ضرورت تک محدود رہتی ہے۔ مثلاً بیع سلم اور قرض کے معاملات عزیمت کا تعلق ابتدائی اصلی اور کلی حکم سے ہے اور رخصت اصلی کلی اور ابتدائی حکم سے ایک جزوی استثنا ہے۔

ضرورت اور حاجت میں فرق:

چونکہ آگے انسانی زندگی کی امکانی حالات کی تین صورتوں (عمومی حالات، حاجات کے حالات اور ضرورت کے حالات) کے تحت رخصتوں کا بیان ہوگا۔اس لیے مناسب ہوگا کہ یہاں ہم رخصتوں کے ضمن میں حاجت اور ضرورت کے درمیان جو فرق ہے اُس کی وضاحت کردیں تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

ضرورت اور حاجت دو الگ الگ اصطلاحات ہیں۔ ضرورت : مراد نہایت شدید ضرورت ہے جب کہ حاجت کا درجہ اس کم ہے۔ حاجت سے مراد وہ ضرورت ہے جسے پورا نہ کرنے تنگی، مشکل اور دقت تو پیدا ہو لیکن شریعت کے پانچ مقاصد میں کوئی مقصد کلی طور پر ضائع نہ ہو۔ اس کے برعکس ضرورت پورا نہ کرنے کی صورت میں جان و مال کو شدید خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

www.ahlesunnatboardspak.com

یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ ضرورت اور حاجت میں بعض فرق بہت اہم ہیں:

ضرورت کے تحت جب حرام چیز حلال ہوتی ہے تو اس میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ ضرورت کی یہ کیفیت ایک فرد کو لاحق ہے یا بہت سے افراد کو۔ جس کو بھی ضرورت لاحق ہوتی ہے اس کے لیے حرام چیز حلال ہو جاتی ہے۔ لیکن حاجت کے لیے یہ کافی نہیں ہے جس حاجت کو ضرورت کا قائم مقام قرار دے کر سہولت و تخفیف حاصل کی جائے۔ وہ وہی ہے جو بہت سے افراد کی جماعت کو پیش آئے۔

اگر وہ حاجت ایک آدھ شخص یا معمولی تعداد کو پیش آرہی ہو تو نہ اس کو ضرورت کے قائم مقام قرار دیا جاتا ہے۔ اور نہ اس کی بنیاد پر کسی استثنائی سہولت و تخفیف کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ضرورت ایک تو بہت شاذ و نادر پیش آتی ہے اور دوسرے اس کی لوگوں کو جان و مال کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ جسے روکنے کے لیے شریعت آئی ہے۔ اس کے برعکس حاجت ہر شخص کو روز پیش آتی رہتی ہے۔

چونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر شخص کے لیے ہر وقت الگ الگ قانونی گنجائش رکھی جائے۔ اس لیے حاجت صرف وہی معتبر ہے۔ جو لوگوں کی بڑی تعداد کو درپیش ہو۔

ضرورت کے پیش نظر جو تسہیلی (آسان) اور تخفیفی (خفیف) حکم آتا ہے وہ استثنائی ہوتا ہے۔ اس لیے بہت تھوڑے وقفے کے لیے ہوتا ہے۔ جونہی ضرورت ختم ہو جاتی ہے وہ استثنائی حکم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس حاجت کی نوعیت عمومی اور دائمی قسم کی ہوتی ہے۔ اس لیے وہ تھوڑے وقفے کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ طویل کے لیے ہوتی ہے اور دوسرا شخص اس سہولت اور رخصت سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ حاجت کی وجہ سے ملنے والی سہولت سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے چاہے وہ حاجت مند ہو یا نہ ہو۔(1)

رخصت کے ضمن میں انسان کی تین حالتیں ہیں:

1۔ انسان آسانی اور کشائش کے حالات میں ہوتا ہے۔

2۔ تنگی، حرج اور مشکل حالات میں

3۔ شدید ترین مجبوری کی حالت میں۔

ہر حالت کے لیے شارح نے الگ الگ احکام اور قواعد و ضوابط مقرر کئے ہیں۔ تاکہ انسان کو مفادات حاصل ہوں اور وہ واقعی یا متوقع نقصان سے بچ سکے۔

معمول کی حالت، آسانی کشائش اور وسعت و کمال کی ہوتی ہے۔ جس میں شریعت مطہرہ کے عام قوانین منطبق اور نافذ ہوتے ہیں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

اس کے بعد تنگی، حرج اور مشکل حالات کا مرحلہ ہے۔ جو شدید مجبوری سے کم تر درجہ ہے لیکن حاجت کا درجہ ہے انسان جان اور جسمانی اعضاء کو خطرات سے بچانے کے لیے پہلی حالت سے اس حالت میں منتقل ہو سکتا ہے۔

1: شاطبی، ابراہیم بن موسی بن محمد، الموافقات فی اصول الاحکام، ص 309

(یعنی ان حالات کے لیے شریعت نے جو مخصوص احکام دیئے ہیں ان پر عمل کر سکتا ہے) اس کے بعد شدید مجبوری کی حالت ہے جو انتہائی تنگی، حرج اور شدت کا درجہ ہے۔ انسانی جان کی سلامتی کی خاطر نیز خطرے اور ضرر سے بچنے کیلیے دوسری حالت اس حالت منتقل میں ہے (یعنی اس حالت کے مخصوص احکام پر عمل کرے گا)۔

ان تینوں صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلی صورت۔ عام حالات:

اس حالت میں انسان معمول کے مطابق زندگی گزار رہا ہوتا ہے اور اُس کو آسانی اور کشائش مہیا ہوتی ہے۔ اس لیے اُسے اُن اشیاء اور افعال پر اکتفا کرنا ہوگا جو مباح ہیں اور جو اُمور واجب ہیں اُن کی پابندی کرنا ہوگی۔ اور حدود سے تجاوز کی اجازت نہ ہوگی۔ جس کسی نے حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَۚ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْۚ-لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍؕ-وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِؕ-وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗؕ-لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴾۔(1)

اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں اور یہ اللہ کی حدّیں ہیں اور جو اللہ کی حدیں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔

اس صورت میں انسان سے مطلوب ہے کہ وہ عبادات کے تمام واجبات ادا کرے۔ جن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے انہیں حرام سمجھے۔ اس حالت میں انسان کو حلال اور حرام کے درمیان جو مشتبہ امور ہیں اُن میں واقع ہونے سے خبردار کیا گیا ہے۔ ایسی چیزیں جو قطعی طور پر حلال یا حرام نہیں ہیں اُن کے بارے میں محتاط رہنے کا حکم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

((فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ، فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَلِعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ))۔(2)

"جو شخص مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، وہ حرام میں مبتلا ہو سکتا ہے، جیسے وہ چرواہا جو اپنا ریوڑ چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے، اس کے جانور کسی بھی وقت چراگاہ میں منہ مار سکتے ہیں"۔

1: الطلاق:65:1

2: قشیری، ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم شریف، الحدیث:3097

ایسے تمام حالات میں لوگوں پر شریعت کے عام قوانین نافذ ہوتے ہیں"۔

دوسری حالت: بوقت حاجت:

انسان تنگی، حرج اور مشکل میں مبتلا ہو لیکن شدید مجبوری کی حالت نہ ہو بلکہ حاجت کے مرحلے میں ہو۔ جیسے ایک شخص بھوکا لیکن اتنا بھوکا نہیں کہ کھانا نہ ملنے سے مر جائے گا۔ البتہ کھانا نہ ملنے سے اُسے تکلیف اور پریشانی ہوگی۔

اس حالت میں اللہ نے بعض رخصتیں دی ہیں۔ رخصتیں مشقت ختم کرنے کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔

مشقتوں کی دو قسمیں ہیں:

1۔ وہ مشقتیں جو ہر عبادت میں لازمی طور پر پائی جاتی ہیں:

مثلاً: سخت سردی میں وضو اور غسل کی مشقت۔ سردی اور گرمی میں نماز کی مشقت بالخصوص صبح کی نماز اور ظہر کی نماز۔ گرمی اور طویل دنوں میں روزے کی مشقت جہاد فی سبیل اللہ کی مشقت۔ بدکاروں پر رجم کی مشقت یہ بہت بڑی مشقت کی بات ہے. لیکن شارع کی نظر میں اس مشقت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۪-وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِۚ-وَ لْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾۔(1)

جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

یہ اس نوع کی مشقتیں ہیں جن کی وجہ سے نہ عبادات معاف ہوتی ہیں نہ سزائیں، اور نہ ان میں کوئی تخفیف ہوتی ہے۔ اگر ان مشقتوں کو موثر مان لیا جائے تو تمام اوقات میں یا اکثر اوقات میں عبادات کی مصالح بالکل ختم ہو جائیں اور سزاؤں کی شرعی حکمت بھی ختم ہو جائے۔

2۔ دوسری قسم کی مشقت وہ ہے جو بالعموم عبادات میں نہیں ہوتی۔ اس کی کئی قسمیں ہیں:

www.ahlesunnatboardspak.com

(الف): کوئی ایسی سخت مشقت جس کے نتیجے میں جان یا کوئی عضو بدن ضائع ہونے کا اندیشہ ہو یا کوئی عضو ناکارہ ہونے کا خطرہ ہو۔اس نوع کی مشقت باعث تخفیف اور موجب رخصت ہوتی ہے۔

(ب): جسم کے کسی ایک عضو مثلاً انگلی میں درد، سر درد یا طبیعت کی خرابی۔ یہ ایسی مشقت ہے کہ اسے اہمیت نہیں دی جاتی۔ یہ نہ تو تخفیف کا موجب ہے نہ عبادت کی معافی کا۔

(ت): وہ مشقتیں جو ان دونوں مشقتوں کے درمیان ہوں اور شدت یا نرمی کے اعتبار سے مختلف ہوں۔ جو مشقتیں

1: النور:2:24

پہلی قسم کے قریب ہوں ان میں تخفیف ہو گی اور جو دوسری قسم کے قریب ہوں گی اُن میں تخفیف نہیں ہو گی۔ مشقت کی اس تقسیم کی روشنی میں تخفیف دو قسموں میں منقسم ہو جائے گی۔

ایک وہ تخفیف جو حاجت کے درجے میں ہوتی ہے۔اور دوسری وہ جو ضرورت کے درجے میں ہوتی ہے۔

عبادات میں حاجت کے درجے میں تخفیف کی مثالیں:

اللہ تعالیٰ نے بندوں پر تخفیف کرتے ہوئے مختلف عذروں کی وجہ سے جمعہ، حج و عمرہ اور جہاد معاف کر دئے ہیں۔ عذر کے باعث وضو اور غسل کو تیمم میں بدل دیا ہے۔ نماز میں قیام کو بیٹھ کر، لیٹ کر، اور اشاروں سے نماز ادا کرنے میں تبدیل کر دیا ہے۔ روزے میں تخفیف کر کے اسے فدیئے کے طور پر کھانا کھلانے میں بدل دیا ہے۔اور دو نمازوں کو مقدم و موخر کر کے جمع کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

یہ وہ سب امور ہیں جن میں مکلف کے لئے اللہ نے مشقت اور حرج دور کرنے کے لیے تخفیف کر دی ہے۔ لیکن یہ مشقت اس درجے کی نہیں تھی۔ جس میں جان یا اعضا کے تلف ہونے یا کسی عضو کے ناکارہ ہونے کا اندیشہ ہو۔ ورنہ تخفیف حاجت کے دائرے میں نہیں رہتی بلکہ ضرورت کے درجے میں داخل ہو جاتی ہے۔

معاملات کے بارے میں فقہاء نے کہا ہے کہ اگر بندوں پر حلال رزق کے دروازے بند ہو جائیں اور جب انہیں خالص حلال نہ ملے تو ان لیے جائز ہے۔ کہ مشتبہ کے دائرے میں داخل ہو جائیں۔اور اپنی حاجت پوری کر لیں۔ مشتبہ امور اللہ کے حکم کی مخالفت کے اعتبار سے کم درجے پر ہیں۔اور قطعی حرام کی بہ نسبت اُن کا نقصان کم ہے۔

تیسری حالت: ضرورت:

ضرورت کی فقہاء نے کئی تعریفیں کی ہیں۔ جو مفہوم میں ایک دوسرے کے قریب ہیں:

جصاص نے مخمصہ (بھوک کی شدت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے مخمصہ کھانا چھوڑنے کی وجہ سے ضرر یا ہلاکت یا بعض اعضا ناکارہ ہو جانے کے خوف کو کہتے ہیں۔ بزدوی نے مخمصہ کی حالت میں ضرورت کا معنٰی یوں بیان کیا ہے اگر کچھ نہ کھایا تو جان جاتی رہے گی یا کوئی عضو ناکارہ ہو جائے گا۔

حنابلہ کے نزدیک:

حنابلہ کے نزدیک'' جس ضرورت کے تحت حرام مباح ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر نہیں کھائے گا تو جان ضائع ہونے کا خوف ہے۔ زرکشی اور سیوطی کے نزدیک ضرورت کی تعریف یوں ہے۔''اس حد کو پہنچ جانا کہ اگر کوئی ممنوع چیز استعمال نہ کی تو ہلاکت کا خوف خواہ یقینی ہو یا ہلاکت کا غالب گمان ہو۔ یا موت کا خوف ہو اس میں ضروری نہیں کہ صبر کرے تا آنکہ نزع کا عالم شروع ہو جائے بلکہ ہلاکت کا خوف ہی کافی ہے خواہ ظن غالب کی بنا پر ہو۔

مندرجہ بالا تعریف اور اسی طرح دوسرے فقہا کی تعریف صرف غذائی ضرورت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے تقریباً نامکمل ہے اور ضرورت کے کامل مفہوم پر مشتمل نہیں ہے۔ یہ تعریفیں ضرورت کی اس عام بنیاد کا تعین نہیں کرتی ہیں۔ جن کی وجہ سے انسان معمول کی ہنگامی حالت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

اور اصل حکم کے بجائے ہنگامی حکم کے تحت کوئی کام کرتا یا چھوڑتا ہے۔ تاکہ ان خطرات اور نقصانات سے بچ سکے جو اس کی زندگی یا اعضاء کو درپیش ہیں۔

ضرورت اپنے جامع مفہوم میں یہ ہے کہ

''انسان کو خطرے یا شدید مشقت کی ایسی حالت پیش آجائے جس میں جان کو، اعضاء کو، اعضاء کے منافع کو، یا عزت کو شدید ضرر یا اذیت کا خوف لاحق ہو۔ اس صورت حال میں یہ متعین ہو جاتا ہے کہ انسان پہلی اور دوسری حالت سے تیسری حالت میں منتقل ہوا ہے اس میں حرام کا ارتکاب یا واجب کا ترک یا واجب کا اپنے وقت سے مؤخر کرنا مباح ہو جاتا ہے۔

ضرورت کی یہ تعریف غذا اور دوا کو بھی شامل ہے۔ دوسرے کے سے نفع اٹھانے کو اور کسی کے خوف کے باعث، یا مجبور کرنے پر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کو، اپنی جان کے دفاع کو اور مقررہ شرعی واجبات کے ترک کو، یا اُنہیں اپنے وقت سے مؤخر کرنے کو، غرضیکہ سب صورتوں کو شامل ہے اور ضرورت کا یہی عام معنٰی ہے۔

ضرورت کا سبب یا تو انسانی جان ہوتی ہے جیسے بھوک، پیاس یا جسم کو دوا وغیرہ کی حاجت ہو۔ اس حالت میں ضروری ہے کہ ضرر واقعتاً ہو یا ضرر متوقع ہو، اور کم تر نقصان کے شرعی، عقلی اور فطری قاعدے پر عمل کرتے ہوئے اس سے بچنا ضروری ہو۔ کبھی ضرورت کا سبب زندگی کا خوف نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی طاقت کسی کمزور کو ایسا کام کرنے پر مجبور کرے جو نقصان دہ ہو یا کوئی زوآور کسی کو ملانا چاہتا ہو۔

www.ahlesunnatboardspak.com

اضطرار کی حالت اور مضطر:

چونکہ ضرورت کے تقریباً تمام مسائل کا تعلق حالتِ اضطرار کے ساتھ ہے اس لیے مناسب ہوگا کہ پہلے مضطر اور حالتِ اضطرار کی وضاحت ہو جائے اس سلسلے میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہم پہلے درج کر چکے ہیں۔

"فرد کی مجبوری اس صورت میں باقی نہیں رہتی جبکہ معاشرہ میں اسکی ضرورت کو پورا کرنے کا سامان موجود ہو" کے تحت امام ابن حزم انہیں کے حوالے سے ایک بہت اہم نکتہ اُٹھاتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آدمی کے پاس اگر ذاتی طور سے خورد و نوش کی اشیاء موجود نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہر طرح مجبور ہو گیا ہے۔ جبکہ معاشرہ کے دیگر افراد کے پاس خواہ وہ مسلم ہوں یا ذمی، کھانے پینے کی چیزیں فاضل مقدار میں موجود ہوں۔

ایسی صورت میں اس مجبور شخص کی ضرورت ان فاضل چیزوں سے پوری کی جاسکتی ہے۔ اور اسے حرام چیزیں کھانے سے بچایا جا سکتا ہے۔ اسلامی معاشرہ کی تکمیل در حقیقت ایک دوسرے سے مل کر ہوتی ہے۔ اور وہ باہم ایک دوسرے کفیل ہوتے ہیں۔ گویا اسلامی معاشرہ کے افراد جسدِ واحد کے اجزاء ہیں یا یوں کہیئے کہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں جن کے اجزاء ایک دوسرے کو مستحکم کرتے ہیں۔

اجتماعی کفالت کے بارے میں امام ابن حزم کی یہ گراں قدر رائے فقہائے اسلام کے لیے مشعل راہ ہے۔ ایک مسلمان کے لیے حالتِ اضطرار میں مردار یا سور کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے جب کہ اُس کے مسلم یا ذمی ساتھی کے پاس خورد و نوش کی فاضل اشیاء موجود ہوں کیونکہ جس کے پاس فاضل چیزیں موجود ہوں اس پر بھوکے کو کھلانا فرض ہے۔ ایسی صورت میں یہ مضطر لاچار) شخص مردار یا خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور نہیں ہے۔ اس کو اپنے ساتھی سے فاضل چیزیں حاصل کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ اس کے لیے اگر اُسے لڑنا پڑے اور اس میں وہ مارا جائے تو قاتل ذمہ قصاص ہوگا اور اگر مجبور اُرو کنے والے شخص کو قتل کرنا پڑا تو اس مقتول پر اللہ کی لعنت ہے۔ کیونکہ اس مقتول نے ایک مجبور شخص کو اپنا حق حاصل کرنے سے روکا۔ اُس کا شمار باغی گروہ میں ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ نے قتال کا حکم دیا ہے:

﴿وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ﴾۔(1)

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کر دو اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دراز گوش پر سوار ہو کر تشریف لے جارہے تھے، اس دوران انصار کی مجلس کے پاس سے گزر ہوا تو وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو عبداللہ بن اُبی نے ناک بند کرلی۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ''حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے۔

حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو تشریف لے گئے لیکن ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ پڑیں اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی، صورتِ حال معلوم ہونے پر سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرادی، اس معاملے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا ''اے ایمان والو! اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم سمجھا کر ان میں صلح کرادو، پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی کرے اور صلح کرنے سے انکار کردے تو مظلوم کی حمایت میں اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالی کے حکم

1: الحجرات:9:49

کی طرف پلٹ آئے، پھر اگر وہ اللہ تعالی کے حکم کی طرف پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ دونوں گروہوں میں صلح کروادو اور دونوں میں سے کسی پر زیادتی نہ کرو (کیونکہ اس جماعت کو ہلاک کرنا مقصود نہیں بلکہ سختی کے ساتھ راہِ راست پر لانا مقصود ہے) اور صرف اس معاملے میں ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں عدل کرو، بیشک اللہ تعالی عدل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے تو وہ انہیں عدل کی اچھی جزادے گا۔(1)

آیت ''وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا'' سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں،

(1) جنگ وجِدال گناہ ہے، مگر یہاں دونوں فریقوں کو مومن فرمایا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کفر نہیں ہے۔

(2) مسلمانوں میں صلح کرانا حضورِ اَقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔

(3) غلط فہمی کی وجہ سے بادشاہِ اسلام کی مخالفت یا اس سے جنگ کرنے والا کافر اور فاسق نہیں بلکہ مومن ہے۔

(4) سلطانِ اسلام باغیوں سے جنگ کرے یہاں تک کہ وہ اپنی بغاوت سے باز آجائیں۔

(5)...یہ جنگ جہاد نہ ہوگی، نہ ان باغیوں کا مال غنیمت ہوگا، نہ ان کے قیدی لونڈی غلام بنائے جائیں گے بلکہ ان کا زور توڑ کر ان سے برادرانہ سلوک کیا جائے گا۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور ان کے باہمی اختلافات سے متعلق 8 اہم باتیں:

اس آیت کے شانِ نزول میں (اگرچہ جھگڑے میں کچھ منافق بھی شریک تھے لیکن) اہلِ ایمان کے اختلاف کا بھی ذکر ہوا ،اسی مناسبت سے یہاں صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم اور ان کے باہمی اختلافات سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کلام سے 8 اہم باتوں کا خلاصہ ملاحظہ ہو،

(1) تابعین سے لے کر قیامت تک امت کا کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی کم مرتبے والے صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ورضی اللہ عنہ کے رتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

(2) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو قرب صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے امتی کو مُیَسَّر نہیں اور جو بلند درجات یہ پائیں گے وہ کسی اور امتی کو نہ ملیں گے۔

(3) اہلسنّت کے خواص اور عوام پہلے سے آخری درجے تک کے تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللہ عَنْہُم کو انتہاء درجے کا نیک اور متقی جانتے ہیں اور ان کے اَحوال کی تفاصیل کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا، اس پر نظر کرنا حرام مانتے ہیں۔

(4) اگر صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم میں سے کسی کا کوئی ایسا فعل منقول ہے جو کم نظر کی آنکھ میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ہو، اور اس میں کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش ملے تو (اس کے بارے میں اہلسنت کے علماء اور عوام کا طرزِ عمل

1: سیوطی، امام جلال الدین السیوطی، تفسیر جلالین، الحجرات، تحت الآیۃ: ۹، ۵/۱۹۹۲-۱۹۹۳، مکتبۃ لبنان ناشرون، بیروت، لبنان، 1424ھ

یہ ہے کہ وہ) اس کا اچھا مَحمل بیان کرتے ہیں، اسے ان کے قلبی اخلاص اور اچھی نیت پر محمول کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا سچا فرمان ’’رَضِیَ اللہ عَنْہُم‘‘ سن کر دل کے آئینے میں تفتیش کے زنگ کو جگہ نہیں دیتے اور حقیقی اَحوال کی تحقیق کے نام کا میل کچیل، دل کے آئینے پر چڑھنے نہیں دیتے۔

(5) صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کے رتبے ہماری عقل سے وراء ہیں، پھر ہم اُن کے معاملات میں کیسے دخل دے سکتے ہیں اور ان میں صورۃً جو تنازعات اور اختلافات واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم ایک کی طرف داری میں دوسرے کو برا کہنے لگیں، یا ان جھگڑوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں، بلکہ یقین سے جانتے ہیں کہ وہ سب دین کی مَصلحتوں کے طلبگار تھے، اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی ان کا نَصبُ العَین تھی، پھر وہ مُجتہد بھی تھے، تو جس کے اجتہاد میں جو بات اللہ تعالیٰ کے دین اور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت کے لیے زیادہ مَصلحت آمیز اور مسلمانوں کے اَحوال سے مناسب تر معلوم ہوئی، اس نے اسے اختیار کیا، اگرچہ اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی لیکن وہ سب حق پر ہیں اور سب واجبُ الاحترام ہیں، ان کا حال بالکل ایسا ہے جیسا دین کے فروعی مسائل میں خود علماءِ اہلسنت بلکہ ان کے مُجتہدین مثلاً امامِ اعظم ابو حنیفہ اور امامِ شافعی وغیرہما رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کے اختلافات ہیں۔

(6)مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان جھگڑوں کے سبب صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں ایک دوسرے کو نہ گمراہ فاسق جانیں اور نہ ہی ان میں سے کسی کے دشمن ہوں بلکہ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ آقائے دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہوں میں مُعَظَّم و معزز اور آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں۔

(7)صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ انبیاء اور فرشتے نہ تھے کہ گناہ سے معصوم ہوں، ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اَحکام کے خلاف ہے۔

(8)اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ حدید میں سیّد المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں:

(1)مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ۔(2)اَلَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا۔

یعنی صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی ایک قسم وہ ہے کہ فتحِ مکہ سے پہلے مشرّف بایمان ہوئے، اس وقت راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب ان کی تعداد بھی بہت کم تھی اور وہ ہر طرح کمزور بھی تھے، انہوں نے اپنے اوپر شدید مجاہدے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا، یہ حضرات مہاجرین و انصار میں سے سابقین اوّلین ہیں۔

ضرورت کے ضوابط:

ضرورت کے چند اہم ضوابط مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ضرورت واقعتہ موجود ہو اور ضرورت کا محض اندیشہ نہ ہو۔

مطلب یہ ہے کہ واقعہ میں ہلاکت جان کے ضیاع اعضا کے اتلاف یا ناکارہ ہونے کا خوف ہو۔ اور نقصان کے بارے میں تجربات کی بنا پر غلبہ ظن ہو۔ اگر ضرورت اس درکی نہ ہو تو مکلف کیلیے جائز نہیں۔ کہ وہ ضرورت کی حالت کی طرف منتقل ہو جائے۔

2۔ مضطر کے پاس حرام چیز کے استعمال کے علاوہ کوئی ذریعہ نہ ہو۔ جس سے وہ ضرر دور کر سکے۔

3۔ضرورت کی حد سے تجاوز نہ کرے۔

اس لیے جس قدر ضرورت ہے اسی قدر مباح ہے۔

4۔ مضطر شخص اس حرام کو خواہش پوری کرنے اور لذت کے حصول کے لیے نہ کھائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

www.ahlesunnatboardspak.com

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِۚ-فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِؕ-اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾-(1)

اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

5۔ مضطر کو اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ ایک حالت سے دوسری میں منتقل ہونے کے دوران میں اسلامی شریعت کے قوانین کی خلاف ورزی کرے۔ کیونکہ ایک حالت دوسری حالت منتقل میں ہونا بھی شارع کی اجازت سے ہے۔ لہذا اپنی جان بچانے کیلیے دوسرے کو قتل کرنا، یا بدکاری کرنا، یا کفر کا ارتکاب جائز نہیں۔ البتہ اگر دل ایمان پر مطمئن ہو۔ صرف زبان سے کفریہ کلمات ادا کرنا پڑیں تو آیت قرآنی کی رو سے وہ مستثنیٰ ہیں۔ مذکورہ بالا تمام افعال خود مفاسد ہیں۔

6۔ اگر دوا کے طور پر کسی حرام چیز کے استعمال کی ضرورت ہو تو عادل، دین دار اور علم میں قابل اعتماد ڈاکٹر یا طبیب کے نسخے پر اعتماد کیا جائے گا۔ بشرطیکہ اس حرام شے کے علاوہ کوئی ایسی دوا موجود نہ ہو جس سے علاج ہو سکے۔

اضطرار کے صحیح درجے کے تعین کے بارے میں پانچ درجوں ضرورت اضطرار) حاجت منفعت، زینت اور فضول ''کا ذکر بعد ضرورت کے عمومی ضوابط بیان کرتے ہیں۔ جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ غیر اضطراری حالت میں علاج کی شرعی سہولت کے حوالے سے وہ بھی ہمارے ضابطہ نمبر کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔

1: البقرہ:2:173

اگر اضطرار کی حالت تو نہ ہو جس میں جان کا خطرہ ہوتا ہے) مگر بیماری اور تکلیف کی شدت سے مریض بے چین ہے۔ (اسی حالت کو اوپر حاجت سے تعبیر کیا گیا تو اس صورت میں حرام اور نجس دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ چونکہ اس کا حکم قرآن و سنت میں صراحتاً مذکور نہیں ہے اس لیے فقہائے اُمت کا اس میں اختلاف ہے بعض حضرات کے نزدیک جائز نہیں۔ اور جمہور فقہا مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دیتے ہیں۔ یعنی کسی معتمد یا ڈاکٹر یا حکیم کی رائے میں اس کے علاوہ کوئی علاج نہ ہو اور اس حرام چیز سے شفا حاصل ہونے کا پورا وثوق ہو۔

مسلمانوں کو عزیمت کی ہدایت:

اللہ تعالیٰ قرآن میں بار بار مسلمانوں کو عزیمت اور دین پر ثابت قدمی کی ہدایت کرتا ہے۔ اور وہ مصائب جو اللہ کی راہ میں اس کا کلمہ بلند کرنے کیلیے کوئی مومن برداشت کرتا ہے۔ تو وہ محض کوتاہیوں کا کفارہ نہیں ہوتے بلکہ اللہ کے ہاں ترقی درجات کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ اور آیت قرآنی:

www.ahlesunnatboardspak.com

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾۔(1)

بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو خوشخبری دیتا ہے جو اللہ کو رب تسلیم کر لینے کے بعد اور یہ عقیدہ اختیار کرنے کے بعد اُس پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ اور کبھی بھی اس عقیدے کے ساتھ کسی باطل عقیدے کی آمیزش نہیں کرتے اور اپنی عملی زندگی میں بھی عقیدہ توحید کے تقاضوں کو پورا کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں فرماتا ہے:

﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْؕ-مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِؕ-اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ﴾۔(2)

کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جب کبھی بھی دنیا میں آئے۔۔ انہیں اور اُن پر ایمان لانے والے لوگوں کو خدا کے باغی و

1: حم السجدہ: 30:41

2: البقرہ: 214:2

سرکش بندوں سے سخت مقابلہ پیش آیا۔ اور انہوں نے اپنی جانیں جوکھوں میں ڈال کر باطل طریقوں کے مقابلہ میں دین حق کو قائم کرنے کی جدوجہد کی۔ اس دین کا راستہ کبھی پھولوں کی سیج نہیں رہا۔ کہ امنا کہا اور چین سے لیٹ گئے۔ اس آمنا کا قدرتی ہر زمانے میں یہ رہا ہے کہ آدمی جس دین پر ایمان لایا ہے قائم کرنے کی کوشش کرے اور جو طاغوت اس کے راستے میں حائل ہو اُس کا زور توڑنے میں اپنے جسم و جان کی ساری قوتیں لگا دے۔ بلکہ عزیمت کے سلسلے میں اسلام تو اس حد تک گیا کہ جہاد کے دوران اگر کوئی لڑائی چھوڑ کر جہاد سے بھاگ کھڑا ہو۔ تو اسے گناہ کبیرہ اور مہلک ترین گناہ کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔ اسلام کسی صورت یہ برداشت نہیں کرتا۔ کہ حق کا سپاہی لڑائی میں پیٹھ دکھائے وہ اُس سے اولوالعزمی اور ثابت قدمی کا تقاضا کرتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ، وَ مَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُؕ-وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ﴾۔(1)

اے ایمان والو جب کافروں کے لام (لشکر) سے تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دو، اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

دشمن کے شدید دباؤ پر مرتب پسپائی (Orderly retreat) ناجائز نہیں جبکہ اس کا مقصود اپنے عقبی مرکز کی طرف پلٹنا یا اپنی ہی فوج کے کسی دوسرے حصے سے جا ملنا ہو۔ البتہ جو چیز حرام کی گئی ہے وہ بھگدڑ (Rout) ہے۔ جو کسی جنگی مقصد کے لیے نہیں بلکہ محض بزدلی و شکست خوردگی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور اس لیے ہوا کرتی ہے کہ بھگوڑے آدمی کو اپنے مقصد کی بہ نسبت جان زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ اس فرار کو بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

یعنی مسلمانوں میں سے جو جنگ میں کفار کے مقابلے سے بھاگا وہ غضبِ الٰہی میں گرفتار ہوا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے البتہ دو صورتیں ایسی ہیں جن میں وہ پیٹھ دکھا کر بھاگنے والا شمار نہیں ہو گا۔

(1) کسی جنگی حکمتِ عملی کی وجہ سے پیچھے ہٹنا مثلاً پیچھے ہٹ کر حملہ کرنا زیادہ مؤثر ہو یا خطرناک جگہ سے ہٹ کر محفوظ جگہ سے حملہ کرنے کا قصد ہو تو اس صورت میں وہ پیٹھ دکھا کر بھاگنے والا نہیں ہے۔

(2) اپنی جماعت میں ملنے کے لئے پیچھے ہٹنا مثلاً مسلمان فوجیوں کا کوئی فرد یا گروہ مرکزی جماعت سے بچھڑ گیا اور وہ اپنے بچاؤ کیلئے پسپا ہو کر مرکزی جماعت سے ملا تو یہ بھی بھاگنے والوں میں شمار نہ ہو گا۔

جنگِ اُحد اور جنگِ حُنَین میں پسپائی:

جنگِ اُحد اور جنگِ حُنَین میں پسپائی اختیار کرنے والے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا حکم:

جنگِ احد اور جنگِ حنین میں جن صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے قدم اکھڑ گئے تھے وہ اس آیت کی وعید میں داخل

1: الانفال: 8: 16، 15

نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں جنگِ احد میں پسپائی اختیار کرنے والے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی عام معافی کا اعلان فرمادیا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِۙ-اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْاۚ-وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ﴾-(1)

بے شک وہ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں انہیں شیطان ہی نے لغزش دی اُن کے بعض اعمال کے باعث اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا بے شک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

یونہی جنگِ حنین میں جن صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے ابتداءً پسپائی اختیار کی ان کے مومن رہنے کی گواہی خود قرآن میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے قدم جمائے اور ان پر اپنا سکینہ اتارا۔

www.ahlesunnatboardspak.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴾۔(2)

پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے۔

جو اس طرح کے واقعات کو لے کر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی شان میں گستاخی کرے اور ان پر زبانِ طعن دراز کرے وہ بڑا بد بخت ہے کہ ان کی معافی کا اعلان ربُّ العالمین عزّوجل خود فرما چکا ہے۔

اسلام ہم سے عزیمت کا تقاضا کرتا ہے۔ اور جہاں جہاں اللہ تعالیٰ اور سنت رسول نے معذوروں کو رخصت دی ہے۔ اس کے علاوہ ہم کہیں بھی عزیمت کے علاوہ اور کچھ نہیں پاتے۔ دین اسلام مسلمان سے دو بنیادی اور اہم مطالبات کرتا ہے۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾۔(3)

اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ایک یہ کہ بغیر کسی استثناء اور تحفظ کے اپنی پوری زندگی کو اسلام کے تحت لے آؤ اور شیطان کے راستے پر نہ چلو۔ اور دوسرے یہ کہ دین حق کو، فکری، اخلاقی، تہذیبی، قانونی اور سیاسی حیثیت سے غالب کرنے کیلیے جان لڑا دو۔ کیونکہ یہ دین مغلوبانہ حیثیت میں مذہبی زندگی گزارنے کا کوئی پروگرام نہیں دیتا۔

1: آل عمران:155:3

2: التوبہ:26:9

3: البقرہ:208:2

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان صلاحیتوں کو بروے کار لایا جاے اور ان کو نکھارا جاے۔ انسان کے لیے ضروری ہے کہ عزم وہمت کا مظاہرہ کرتا رہے انسان جوں جوں عزیمت کے راستے پر چلتا رہے گا اتنی ہی اس کی صلاحیتیں نکھرتی چلی جائیں گی لہذا مشکل حالات کا سامنا کرتے وقت پہلے ہی مرحلے میں ہمت ہار جانا یا راستہ بدل دینا اور مصنوعی شرکاء کا سہارا لینا دراصل عزم کی کمی اور صبر کی قوت کو بروے کار نہ لانے کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان میں ودیعت کی ہے۔

اصل مطلوب عزیمت ہی ہے:

www.ahlesunnatboardspak.com

اس ساری بحث سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اسلام میں اصل مطلوب عزیمت ہی ہے اور قرونِ سابقہ کے مسلمان اور مسلم قیادتیں اس کی عملی مثال ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں۔ اور ہمیں اس سلسلے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی کہ ہم اہل عزیمت کو پہچان سکیں۔ قرآن جگہ جگہ اہل عزیمت کی نشان دہی میں ہماری مدد فرماتا ہے۔ اور ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰیۚ- بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍۚ-فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُۚ-ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ-وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴾۔(1)

تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو تو وہ جنھوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔

عزیمت کے سلسلے میں یہ بات بھی شدید اہمیت کی حامل ہے کہ آزمائش کے لئے دعا نہیں کرنی چاہیے لیکن جب آزمائش اللہ کی طرف آجائے تو اُس میں استقامت ہی عزیمت کا دوسرا نام ہے۔

اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے:

((عبد الله بن أبي أوفى " أنَّ رسول الله (صلى الله عليه وسلم) في بعض أيَّامِهِ التي لقي فيها العدو ، انتظر حتَّى مالتِ الشَّمْسُ ، ثُمَّ قام في النَّاس ، فقال : " يا أَيُّهَا النَّاسُ لا تتمنوا لقاء العدوّ ، وأَسْأَلُوا اللَّهَ العافية فإذا لقِيتُمُوهم فاصْبِرُوا ، واعْلَمُوا أَنَّ الجِنَّة تحت ظلالِ السُّيُوفِ " ثم قال : " اللَّهُمَّ مُنزلَ الكِتابِ ، ومُجْرِي السَّحاب ، وهازم الأحزاب ، اهزمهُمْ ، وانْصُرْنا عليْهِمْ))۔(2)

1: آل عمران:3:195

2: مسلم شریف، کتاب الجہاد والسیر بحوالہ زادِ راہ صفحہ ۸۴تا۸۵

"عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے کسی جہاد میں انتظار کرتے رہے (حملے میں پہل نہیں کی) یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہوا تو آپ اُٹھے اور مجاہدین کو خطاب کیا اور فرمایا اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو۔ اس بات کی دُعا کرو کہ اللہ اپنی عافیت میں رکھے لیکن جب دشمن سے بھڑ جاؤ تو صبر و استقامت دکھاؤ اور اس بات کا یقین کرو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! کتاب

www.ahlesunnatboardspak.com

کے نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے اور دشمن ٹولوں کو شکست دینے والے، تو ان لوگوں کو شکست دے اور ہمیں اپنی مدد دے کر ان غالب پر فرما۔(چنانچہ اس کے بعد حملہ ہوا مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور دشمن شکست کھا گیا)۔

www.ahlesunnatboardspak.com

باب دوم

رخصت کی اقسام و شرعی حکم

www.ahlesunnatboardspak.com

فصل اول:

رخصت کی اقسام و مثالیں

رخصت کی اقسام:

1۔ حرام فعل ضرورت کے وقت جائز کرنا:

جیسے شدید بھوک میں مردار کا گوشت کھانااور شدید پیاس میں شراب پینا۔

﴿ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِۚ-فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِؕ-اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔(1)

اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مرداراور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِؕ-وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآىٕهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍؕ-اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ﴾۔(2)

اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو تم سے مُفَصَّل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو اور بے شک بہتیرے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں بے جانے بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

یعنی اس جانور کو کھانے سے کیا چیز تمہیں روک رہی ہے جسے اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا گیا ہے حالانکہ جو چیزیں حرام تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تفصیل سے بیان فرمادی ہیں اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں فرمایا اسے حرام سمجھنا کیسی حماقت ہے۔

حرام چیزوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ ہوتا ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ قانون یہ ہے کہ حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے اور جس چیز کو حرام نہ فرمایا گیا ہو وہ حلال ہے۔ حرام چیزوں کا تفصیلی بیان متعدد سورتوں میں اور سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فرامین میں موجود ہے۔۔یونہی

1:البقرہ:2:173

2:الانعام:6:119

مجبوری کی حالت میں حرام چیز کھانے کا بیان قرآنِ پاک میں کئی جگہ موجود ہے۔

☆: کفار بحیرہ اور سائبہ بتوں پر چھوٹے ہوئے جانوروں کو تو حرام جانتے ہیں اور جو جانور غیرِ خدا کے نام پر ذبح ہوں یا خود مر جائیں انہیں حلال جانتے ہیں حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے لہٰذا ان جاہلوں کی بات نہ مانو۔

حلال چیزیں حرام قرار دینے والوں کو نصیحت:

www.ahlesunnatboardspak.com

اس آیتِ کریمہ کو پڑھ کر وہ لوگ غور کریں جو اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے چیزوں کو حرام یا حلال قرار دے کر گمراہ کرتے ہیں، شریعت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اسی طرح ان حضرات کو بھی غور کرنے کی حاجت ہے جو اس جانور کو حرام کی صف میں داخل کر دیتے ہیں کہ جسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا گیا اور اس سے مقصود کسی ولی یا بزرگ کو ثواب پہنچانا تھا۔

☆اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جنہوں نے اس چیز کو حرام قرار دے دیا جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حلال کیا اور جسے اس نے حرام کیا اسے حلال کہہ دیا، اللہ تعالیٰ انہیں ان کی حرکتوں کی سزا دے گا۔(1)

اس آیتِ مبارکہ سے ان لوگوں کو بھی ڈرنا چاہیے جو بغیر علم محض اپنی رائے سے حرام و حلال کا غلط فتویٰ دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حالتِ جبر اور حالتِ اضطرار میں ان چیزوں کی حرمت باقی نہیں ہے۔اب اگر کوئی شخص اس سخت بھوک میں صبر کرے یہاں تک کہ وہ بھوک کی شدت سے مر جائے۔تو یہ گناہ ہے۔کیونکہ زندگی بچانا زیادہ ضروری ہے۔

﴿وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ- وَ اَحْسِنُوْاۚۛ-اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾۔(2)

اور اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ عزوجل کے محبوب ہیں۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ- ، وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا﴾۔(3)

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔

اگر کسی شخص کو کفر کے کلمات کہنے پر مجبور کیا جائے۔اور نہ کہنے پر قتل کی دھمکی دی جائے تو اگر اس کا دل ایمان پر قائم

1: امام بغوی، امام ابی محمد حسین بن مسعود البغوی الشافعی، خازن، الانعام، تحت الآیۃ: ۱۱۹، ۲/۵۰-۵۱

2:البقرہ:2:195

3:النساء:4:29

ہو تو اُس وقت کفر کے کلمات کہنا اس کے جائز ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

www.ahlesunnatboardspak.com

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰـكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِۚ-وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾۔(1)

ترجمہ کنزالایمان:

جو ایمان لاکر اللہ کا منکر ہو سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔

۲۔کسی فرض کو ترک کرنے کی اجازت:

جیسے رمضان میں مسافر اور مریض کو مشقت دور کرنے کی غرض سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اوْ عَلي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ ايَّامٍ اُخَرَ﴾۔(2)

اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو، یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے"۔

۳۔لوگوں کی عام ضرورت کی بناپر:

ایسے معاملات کی اجازت جن کی لوگوں کو ضرورت پیش ہو جیسے بیع سلم یعنی مشتری (خریدار) کسی چیز کی قیمت پہلے ادا کرے اور ایک مدت کے بعد وہ اس چیز کو لینے کا بائع (بیچنے والا سے معاہدہ کرے۔ شارع نے اس کی اجازت دی ہے۔معدوم کی بیع ہے اور معدوم کی بیع باطل ہے۔

لیکن شارع نے لوگوں کی آسانی اور سہولت کے پیش نظر خرید وفروخت کے عام قواعد ہے اس کو مستثنی کر دیا۔اور اس کی اجازت دے دی۔اس طرح آرڈر پر کوئی چیز بنوانا (عقد (استصناع) لوگوں کی ضرورت کی بناپر شارع نے اس کی اجازت دی ہے۔حالانکہ یہ ایک معدوم کی بیع ہے۔اگر کو اس منع کیا جاتا تو اس میں تنگی اور حرج ہوتا۔

احکام کے اعتبار سے رخصت کی قسمیں:

احکام کے اعتبار سے رخصت کی چار قسمیں ہیں:

1۔رخصت واجب:

یہ کہ رُخصت پر عمل کرنا واجب ہو۔اس کی تفصیل پہلے بیان کی جاچکی ہے۔

1:النحل:106:16

2:البقرہ:184:2

2۔رخصت اختیاری:

www.ahlesunnatboardspak.com

وہ رخصت ہے کہ جس میں کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہے جیسے کسی شخص کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا جائے اور قتل کرنے کی دھمکی دی جائے اگر اُس کا دل ایمان پر قائم ہو تو اس کو کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے۔

3۔ خلاف اولیٰ رخصت:

وہ رخصت جس میں رخصت سے فائدہ اُٹھانا مستحب اور اولی طریقہ کے خلاف ہو۔ جیسے مسافر کے لئے رمضان میں افطار کی اجازت۔

4۔ مستحب رخصت:

وہ رخصت جس سے فائدہ اٹھانا مستحب اور بہتر ہے، مثلاً: جس شخص کو سفر کی وجہ سے روزہ میں مشقت ہو رہی ہے اس کے لیے روزہ افطار کر لینا۔

رخصت و تخفیف کی سات صورتیں:

رخصت کا بنیادی مقصد احکام میں تخفیف اور سہولت پہنچانا ہے۔ اس تخفیف اور سہولت کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ پس ان نوعیتوں کے لحاظ سے اس کی سات صورتیں ہیں:

1۔ تخفیف اسقاط:

کوئی حکم بالکل ہی ساقط اور معاف کر دیا جائے۔ جیسے بیماری کی وجہ سے جماعت اور جمعہ کے وجوب کا ختم ہو جانا۔

2۔ تخفیف تنقیص:

واجب کی مقدار میں کمی کر دی جائے جیسے چار رکعت نماز سفر میں دو رکعت ہو جاتی ہے۔

3۔ تخفیف ابدال:

ایک حکم کی جگہ دوسرا آسان حکم دے دیا جائے جیس-وضو اور غسل کی جگہ تیمم مریض کے لیے نماز میں قیام کی جگہ بیٹھنے کی اجازت۔

4۔ تخفیف تقدیم:

آسانی کے لیے کسی عمل کو مقررہ وقت سے پہلے جائز کر دیا جائے سال گزرنے سے پہلے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت اور عرفات میں ظہر کے وقت نماز عصر کی ادائیگی۔

5۔ تخفیف تاخیر:

کسی کام کو مقررہ وقت کے بعد کرنے کی اجازت دے دی جائے، جیسے مزدلفہ میں مغرب کی نماز کی عشاء کے وقت ادائیگی۔ مریض اور مسافر کے لیے رمضان کے بعد روزوں کی قضا کرنے کی اجازت

6۔ تخفیف ترخیص:

www.ahlesunnatboardspak.com

ممانعت کا سبب موجود ہونے کے باوجود سہولت کی خاطر ممانعت کا حکم نہ لگایا جائے جیسے نجاست کی تھوڑی مقدار کا جسم پر لگا ہونا اور اس کے باوجود نماز کا صحیح ہونا۔

7۔ کیفیت میں تبدیلی:

اصل حکم کو باقی رکھتے ہوئے کیفیت میں تبدیلی پیدا کر دی جائے جیسے خوف کی حالت میں نماز پڑھی جائے گی لیکن کیفیت بدل جائے گی۔

رخصت کے اسباب:

رخصت کے اسباب کیا ہیں۔ ان کو قطعی طور پر متعین کرنا دشوار ہے۔ البتہ عام طور پر مندرجہ ذیل اسباب ہیں۔ جو رخصت کا باعث بنتے ہیں۔

1۔ بیماری

2۔ سفر

3۔ اکراہ یا جبر

4۔ نسیان اور خطا

5۔ عُسر

6۔ عموم بلوی

7۔ نقص یا خامی۔

1۔ بیماری:

اس سبب کے تحت کئی احکام آتے ہیں۔ اگر بیماری ایسی ہو کہ پانی کو ہاتھ لگانے سے جان کا خوف ہو تو وضو کے بجائے تیمم کر لینا جائز ہے۔ فرض نماز بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہے۔ رمضان کے روزے چھوڑے جا سکتے ہیں۔ حج کے لیے کسی دوسرے شخص کو نائب بنایا جا سکتا ہے جب کہ وہ شرطیں پوری ہوتی ہوں جن کے ساتھ ایسا کرنا جائز احرام حج کے دوران ممنوع کام فدیہ ادا کر دینے کے بعد مباح ہو جاتے ہیں اور ڈاکٹر کے لیے مرد اور عورت. پوشیدہ حصوں کو بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہوتا ہے۔ اور ایک قول کی رُو نجس چیزوں اور شراب کو دوا میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

2۔ سفر:

اس سے متعلق بھی متعدد احکام وارد ہیں۔ چنانچہ حالتِ سفر میں چار رکعتوں کی نماز میں قصر کیا جاتا ہے۔ رمضان میں روزے ترک کیے جا سکتے ہیں۔ جمعہ اور عیدین کی نمازیں چھوڑی جا سکتی ہیں۔

3۔ اکراہ (Coercion):

www.ahlesunnatboardspak.com

اگر انسان کسی مجبوری اور بے بسی کی حالت میں ہو تو اس کی وجہ سے بھی بعض احکامِ شرعیہ میں تحفیف ہو جاتی ہے۔ جبر و اکراہ کی میں کلمۂ کفر کہنے کی اجازت کی مثال ہم پہلے دے چکے ہیں۔

4-نسیان اور خطاء:

حقوق اللہ کے معاملے میں قابل لحاظ عذر ہے۔ چنانچہ نسیان کی سے وجہ گناہ ساقط جاتا ہے۔ اس طرح حکم کے فراموش ہو جانے کا محرک موجود ہو تو حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ جیسا کسی روزے دار کا بھول چوک کے ساتھ کھانا کھا لینا یا جانور کو ذبح کرتے ہوئے تسمیہ بھول جانا۔ لیکن اگر یاد دلانے والا پاس موجود ہو اور ترک حکم کا محرک بھی نہ ہو تو پھر حکم ساقط نہیں ہو گا۔ جیسے نمازی کا حالتِ نماز میں کوئی چیز کھا لینا۔ لیکن حقوق العباد میں نسیان کا عذر معتبر نہیں ہے۔ اس بنا پر اگر کوئی شخص بھول کر کسی شخص کا مال تلف کر دے تو اس پر تاوان لازم آئے گا۔ تمام فقہاء اس امر پر متفق ہیں کہ چند ایسے مسائل ہیں جن میں نسیان کی وجہ سے معافی نہیں ہو گی مثلاً محدث (بے وضو) اگر بعض اعضا کو دھونا بھول جائے تو وضو قابل اعتبار نہ ہو گا۔ یا قاضی نص شرعی کو بھول جائے اور قیاس کی بنا پر کوئی فیصلہ کر دے۔ تو اس کا یہ فیصلہ صحیح نہ ہو گا۔ خطا کے سلسلے میں مثال یہ ہے کہ قتل خطا کی جو سزا رکھی گئی ہے اُس میں قتل عمد کی نسبت بڑی تخفیف موجود ہے۔

5۔ عُسر (Difficulty) :

اس کی مثالیں یہ ہیں: قابل معافی نجاست کے ساتھ نماز کا صحیح ہونا۔ اور حائضہ عورتوں کے لیے نمازوں کی قضا کا واجب نہ ہونا کیونکہ اسے بار بار ان ایام سے سابقہ پیش آتا ہے مگر روزوں کے بارے میں یہ اجازت نہیں ہے کیونکہ وہ سال میں ایک بار آتے ہیں) سال بھر میں صرف ایک مہینے میں روزے فرض ہیں۔ حج عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ اور زکواۃ مال کا صرف چالیسواں ہے۔ ان تمام امور میں تنگی کو رفع کیا گیا ہے۔ اور سہولت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ گواہ اور طبیب کو عورت پر نظر ڈالنے کی اجازت ہے۔ نیز منگنی، خطبہ کے وقت مرد کے لیے عورت کو دیکھ لینا مباح ہے۔

مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی گئی ہے اور صرف ایک بیوی پر اکتفا لازم نہیں کیا گیا ہے۔ اس حکم میں ایک طرف مرد کے لیے تیسر کا اصول ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور دوسری طرف خود امت کی اس مصلحت کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے کہ اگر حالات افزائش نسل کا تقاضہ کرتے ہوں تو اس حکم سے استفادہ کیا جائے۔ نیز اگر معاشرے کے اندر عورتوں کی کثرت ہو تو خود عورتوں کے لیے بھی سہولت موجود ہے کہ تعدد ازدواج کا راستہ کھلا رہے۔

مگر ہر حالت میں مرد کو چار سے زیادہ بیویوں کی اجازت نہیں دی گئی۔ کیونکہ اس میں مرد کے لیے عدل وانصاف اور تقسیم اموال وغیرہ میں غیر معمولی مشقت پائی جاتی ہے۔ اصول کی ایک مثال یہ ہے کہ قسم کے کفارہ میں یہ اختیار دیا گیا کہ خواہ دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے یا اُنہیں کپڑا پہنایا جائے یا ایک غلام آزاد کیا جائے۔ یہ اختیار اس بنیاد پر دیا گیا ہے کہ قسم کا استعمال

www.ahlesunnatboardspak.com

بکثرت ہوتا ہے۔اور اس کا کفارہ بھی ہر بار لازم آتا ہے۔مگر دوسرے کفاروں میں یہ اجازت نہیں ہے۔کہ وہ بہت نادر الوقوع ہوتے ہیں۔

6۔عموم بلوی(عام آزمائش):

اس کے اندر تیسر کی مثال یہ ہے کہ مجتہدین کے لیے اجتہادی غلطی کا گناہ ساقط کر دیا گیا ہے۔اور ان سے صرف ظن کی بنا پر رائے قائم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اس لیے اگر اُنہیں یقین کے ساتھ حکم لگانے کا پابند کیا جاتا ہے تو ان کے لیے امر یقین تک پہنچنا دشوار ہوتا۔

7۔نقص یا خامی کا وجود:

کسی انسان کے اندر فطری نقص پایا جانا مثلاً احتمال رکھتے ہوں، بچے سے ساقط ہونگے۔

دیوانگی: اس سے تمام عبادات ساقط ہو جاتی ہیں۔

نیند: انسان نیند کی حالت میں قدرت عمل سے عاجز ہوتا ہے اس لیے وہ کسی شرعی حکم کا پابند نہیں ہے۔البتہ اس حکم وجوب قائم رہتا ہے۔

بے ہوشی:

اس کا بھی یہی حکم ہے اگر یہ حالت طویل ہو جائے تو بعض فرائض کی ادائیگی ساقط ہو جاتی ہے۔

فقہاکے ہاں ان اسباب کے تحت پیدا ہونے والی رخصتوں کے سلسلہ میں بے شمار جزئیات موجود ہیں۔اور یہ سب شریعت کے اس بنیادی مزاج پر مبنی ہے کہ وہ انسان کے لیے نا قابل برداشت اور تکلیف و حرج پر مبنی احکام نہیں دیتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

☆:﴿وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ-هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ-مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ-هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ، مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ-فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ-هُوَ مَوْلٰىكُمْ-فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ﴾-(1)

ترجمہ کنزالایمان:

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا اُس نے تمھیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی تمہارے باپ ابراہیم کا دین اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ ہو اور تم اور لوگوں پر گواہی دو تو نماز برپا رکھو،اور زکوۃ دو اور اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو، وہ تمہارا مولیٰ ہے۔تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مدد گار۔

1:الحج:22:78

☆:﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِۚ-فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُؕ-وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَؕ-یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ-وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾-(1)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔

اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی "یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ." "اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا"۔ آسانی (سہولت) اور عدم حرج میں فرق ہے: مثال کے طور پر آسانی (سہولت) کہ اللہ تعالیٰ نے پورے سال میں صرف ایک ماہ (رمضان) کے روزے فرض کیے ہیں۔ عدم حرج یہ ہے کہ اگر رمضان کے مہینے میں بھی کوئی بیمار ہے یا مسافر ہو تو اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے بعد میں جب چاہے اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے۔

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾-(2)

اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو، یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے"۔

گویا پہلے کسی حکم میں جو آسانی رکھی گئی ہے وہ سہول اور اس پہلے حکم پر عمل کے وقت کوئی دشواری یا تنگی پیش آگئی تو مزید رخصت دے دی گئی اور یہی عدم حرج ہے اور یہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ دین میں حرج نہیں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((أَحَبُّ الاديانِ إِلَى اللهِ الحنيفِيةُ السَّمَحَةُ))-(3)

"اللہ کے ہاں بہترین دین وہ ہے جس میں حنفیت اور آسانی ہو"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جب بھی دو اُمور کے بارے میں اختیار دیا جاتا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان میں سے آسان پہلو کو چن لیتے تھے ماسوائے اس کے کہ وہ کوئی گناہ کا معاملہ ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا تو زیادہ اس سے دور رہتے تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ افطاری میں جلدی کی جائے۔۔اور سحری میں تاخیر کی جائے۔اس کا

1:البقرہ:2:185

2:ایضا:2:184

3: ابن حنبل، احمد بن حنبل، مسند امام احمد، الحدیث: 2107

مقصد بھی روزہ دار کے لیے آسانی پیدا کرنا۔ مسجد کے اماموں کو حکم دیا تھا کہ وہ مقتدیوں کے لیے آسانی پیدا کریں کیونکہ اُن میں کمزور بھی ہوتے ہیں، بزرگ بھی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی شکایت پر نماز میں لوگوں کے مختلف حالات کا لحاظ کیے بغیر لمبی نکیر فرمائی تھی۔ باوجود یہ کہ آپ ان دونوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ خادم اور ساتھی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر نماز میں بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر کر دیتے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی ماں پریشان ہو جائے۔

یہ اور اس طرح کی دوسری متعدد روایات کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آسان راہ ان امور میں اختیار فرماتے جو ذاتی، اختیاری اور ثواب میں برابر ہوتے تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اختیار دیا گیا کہ رات کی تہجد کی نماز میں آپ اپنی سہولت کے مطابق رات جتنے حصے میں جتنی تلاوت فرمانا چاہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے لیے اختیار کر سکتے ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رمضان کے علاوہ بھی نفلی روزوں کا اہتمام فرماتے تھے۔ اور آپ اپنے اختیار سے پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے مہینے کے درمیان میں روزہ رکھتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سفر کے دوران میں لوگوں کے ہجوم کو دیکھا کہ وہ ایک آدمی پر جھکے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ اس نے روزہ رکھا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

"سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے"۔

مراد اس طرح کا پُر مشقت سفر ہے لیکن اگر سفر میں اس طرح کی مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا جائز ہے۔ اس کی دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حمزہ ابن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں۔ یہ اکثر اوقات روزے رکھا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اُس سے فرمایا:

((ان شئت فصم و ان شئت فافطر))۔(1)

"چاہو رکھو چاہو نہ رکھو"۔

روز مرہ کی ہم یہ مثال دے سکتے ہیں کہ سردیوں میں وضو کے لئے گرم پانی میسر ہے۔ اور ٹھنڈا پانی بھی۔ تو اب یہ آپ کو اختیار ہے کہ کس پانی سے وضو کریں۔ لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ صرف اپنے آپ کو اس وجہ سے صعوبت میں ڈالنا کہ شاید اس سے ثواب زیادہ ہو۔

1: بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری شریف، الحدیث: 1943، بیروت، دار طوق النجاۃ، 1422ھ

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عمل سے اس غلط فہمی کا ازالہ ہوتا ہے مزید یہ کہ سہولت کے باوجود آپ کا تکلیف اور صعوبت پر اصرار ناشکری ہے کیونکہ انسان عاجز اور کمزور ہے اور اُسے اللہ کی دی ہوئی سہولت سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔۔نہ کہ دین کے ساتھ مقابلہ کرے کیونکہ وہ آخر میں خود ہی مات کھا جائے گا۔

ایسی غیر معمولی مشقت جو نفس کے فعل سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ مکلف خود ایسے مشقت والے افعال اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔ جن کا شریعت نے حکم نہیں دیا۔اس قسم کے افعال جائز نہیں ہیں۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ "ایک بار حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑا ہوا دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس نے یہ نذر مانی ہے کہ وہ دھوپ میں کھڑا رہے گا نہ بیٹھے گا نہ سائے میں جائے گا۔ اور ہمیشہ روزے رکھے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہو کہ وہ بات کرے۔ بیٹھ جائے اور ایسے روزے کو ختم کردے۔(1)

اس طرح بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اوپر یہ پابندی عائد کرلی تھی کہ وہ رات کو جاگیں گے۔ ہمیشہ روزے سے رہیں گے کبھی افطار نہیں کریں گے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عہد کیا کہ وہ بیویوں سے اور بعض نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ شادی نہیں کریں گے۔ان سب سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

سب باتوں میں حکمت یہ ہے کہ جسم کو تکلیف پہنچانا اور بغیر کسی جائز مقصد و مصلحت کے جسم کو مشقتوں میں ڈالنا عبث ہے۔ شارع جسم کو تکلیف دینے میں کوئی مصلحت نہیں سمجھتا۔۔ لیکن کسی مصلحت یا اچھے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے یا جائز غرض کو پورا کرنے کے لیے مشقت والے افعال کو اختیار کرنا مکلف کے لیے مباح، مستحب اور بعض اوقات واجب ہوتا ہے۔ جیسے ایثار و قربانی ایک قابل ستائش فعل ہے۔ یا آدمی ضرورت مندوں کی ضرورت پورا کرنے کے لیے ان کو اپنے اوپر ترجیح دے۔ اور خود تکلیف اٹھائے۔(2)

اس سیاق وسباق میں یہ سمجھنا انتہائی ضروری ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا آسان عمل کا انتخاب ان امور اور مواقع پر ہوتا تھا جہاں معاملہ منکرات کے سدِ باب، دشمنوں کے مقابلے میں تیاری، یا دشمن تہذیب کے جراثیم اور اس کے اثرات سے بچاؤ کا ہوتا جہاں تک دعوت اور جہاد کا تعلق ہے۔ تو اس میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے ہمیشہ عزیمت کا راستہ اختیار کیا، اور اس کی امت کو علمی و عملی تربیت بھی دی جب کفار کا وفد

1: نووی، امام محی الدین زکریا ابن شرف نووی، ریاض الصالحین، ص 92، پروگریسو بکس، 2015ء

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

www.ahlesunnatboardspak.com

2: شاطبی، ابراہیم بن موسی بن محمد، الموافقات فی اصول الاحکام، ص99، دار الفکر، 2008ء

ابو طالب کے پاس اس مقصد کے لیے آیا کہ آپ کو دعوتِ حق سے روک دیں اور طرح طرح کی ترغیبات بھی پیش کیں۔ تو اس وقت آپ نے عزیمت کی عظیم الشان مثال قائم کی۔ جب آپ نے فرمایا کہ اگر یہ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند رکھ دیں تب بھی اس دعوت سے باز نہیں آؤنگا۔

حضرت نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ انہوں نے اعلائے کلمۃ الحق اور دعوتِ حق کے لیے کتنی صعوبتیں برداشت کیں۔ اور حق کے معاملے میں کوئی مصالحت نہیں کی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت بیان فرمائی۔ کہ انہوں نے بادشاہ کی طرف سے رہائی کا پروانہ ملنے کے باوجود رہا ہونے سے اس وقت تک انکار کیا جب تک کہ وہ اس بات کو صاف نہ کر دیں کہ زلیخا کے بارے میں اُنہوں نے کوئی خیانت نہیں کی تھی۔ یہ اس لیے کہ پیغمبر کے کردار پر کوئی دھبہ باقی نہ رہے۔

حالات کا رخصت اور عزیمت پر عمل کو متعین کرنا:

رخصت میں اصل بنیادی (حکم) اباحت ہے یعنی اس میں حکم لازمی نہیں رہتا۔ بلکہ مکلف کو اس کے چھوڑنے یا کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ رمضان میں مریض اور مسافر کے لیے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ دونوں کے لیے روزہ چھوڑنا رخصت پر عمل ہے۔ اگر اُن کو روزے سے کوئی نقصان نہ ہو تو روزہ رکھنا عزیمت پر عمل ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جبر و اکراہ یا قتل وغیرہ کی دھمکی کی صورت میں کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے۔ اگر اس کا دل ایمان پر قائم ہو۔ آیت قرآنی ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِۚ-وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾-(1)

جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔

علماء کرام کا کہنا یہ ہے گو کہ حالتِ اکراہ میں کفریہ کلمہ کہنے کی اجازت ہے لیکن یہاں بھی اگر عزیمت اختیار کی جائے تو بہتر ہے۔ ان علماء کی دلیل وہ روایت ہے جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں مسیلمہ کذاب کے آدمیوں نے دو مسلمانوں کو پکڑ لیا۔ اور ان کو اس کے پاس لے گئے۔ اُس نے ان میں سے ایک سے پوچھا محمد کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ اُس نے جواب دیا" وہ اللہ کے رسول ہیں" اس نے پھر پوچھا تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو، اُس نے جواب دیا تم بھی اُس نے اُس کو چھوڑ دیا اور کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

1:النحل:106:16

پھر دوسرے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا اُس نے جواب دیا کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں پھر پوچھا تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو۔ اُس نے کہا میں بہرہ ہوں سُنتا نہیں ہوں۔ اُس نے تین بار اس سے یہی سوال کیا اور تینوں دفعہ اُس نے یہی جواب دیا۔ اس لیے اس نے اس کو قتل کر دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا"پہلے نے اللہ کی طرف سے دی ہوئی رخصت پر عمل کیا دوسرے نے کھل کر حق بات کہی۔ اس کو مبارک ہو۔

سورہ النحل کی مندرجہ بالا آیت میں ان مسلمانوں کے معاملے سے بحث کی گئی ہے جن پر اس وقت سخت مظالم توڑے جا رہے تھے اور ناقابل برداشت اذیتیں دے دے کر کفر پر مجبور کیا جا رہا تھا۔ ان کو بتایا گیا کہ اگر تم کسی وقت ظلم سے مجبور ہو کر محض جان کے لیے کلمہ کفر زبان: سے ادا کر دو، اور دل تمہارا عقیدہ کفر سے محفوظ ہو، تو معاف کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر دل سے تم نے کفر قبول کر لیا تو دنیا میں چاہے جان بچا لو، خدا کے عذاب سے نہ بچ سکو گے۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جان بچانے کے لیے کلمہ کفر کہہ دینا چاہیے۔ بلکہ یہ صرف رخصت ہے۔ اگر ایمان دل میں رکھتے ہوئے آدمی مجبوراً ایسا کہہ دے تو مواخذہ نہ ہو گا۔ ورنہ مقام عزیمت یہی ہے کہ خواہ آدمی کا جسم تکا بوٹی کر ڈالا جائے بہر حال وہ کلمہ حق ہی کا اعلان کرتا رہے۔

دونوں قسم کی نظیریں نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) عہد مبارک میں پائی جاتی ہیں۔ ایک طرف خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن آگ کے انگاروں پر لٹایا گیا یہاں تک کہ ان کی چربی پگھلنے لگے گی، مگر وہ سختی کے ساتھ اپنے ایمان پر جمے رہے۔

بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کو لوہے کی زرہ پہنا کر چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا، پھر تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر گھسیٹا گیا مگر وہ احد احد ہی کہتے رہے۔

حبیب بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ ہیں جن کے بدن کا ایک ایک عضو مسیلمہ کذاب کے حکم پر کاٹا جاتا تھا اور پھر مطالبہ کیا جاتا تھا کہ مسیلمہ کو نبی مان لیں، مگر ہر مرتبہ وہ اس کے دعوائے رسالت کی شہادت دینے سے انکار کرتے تھے یہاں تک کہ اسی حالت میں کٹ کٹ کر انہوں نے جان دے دی۔

دوسری طرف عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ"ہیں جن کی آنکھوں کے سامنے ان کے والد اور ان کی والدہ کو سخت عذاب دے دے کر شہید کر دیا گیا، پھر ان کو اتنی ناقابل برداشت اذیت دی گئی کہ آخر انہوں نے جان کے لیے ہو وہ سب کچھ کہہ دیا جو کفار ان سے کہلوانا چاہتے تھے۔ پھر وہ روتے روتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مَا تُرِكْتُ حَتَّى سَبَبْتُكَ وَذَكَرْتُ لِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ "۔

یارسول اللہ، مجھے نہ چھوڑا گیا جب تک کہ میں نے آپ کو برا اور ان کے معبودوں کو اچھا نہ کہہ دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا:

كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ۔

"اپنے دل کا کیا حال پاتے ہو۔

عرض کیا:

مُطْمَئِنًّا بِالْإِيْمَانِ "۔

ایمان پر پوری طرح مطمئن"۔

اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان عادُوا فَعُدْ۔ "اگر وہ پھر اس طرح کا ظلم کریں تو تم پھر یہی باتیں کہہ دینا"۔

اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا جبکہ قتل کا اندیشہ ہو عزیمت اور یہی افضل واولیٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا۔ "شہدا کے سردار حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمطلب ہیں اور دوسرا وہ شخص ہے جو ظالم بادشاہ کے سامنے حق کی بات کہے اور وہ اُس کو قتل کردے اس لیے ظالم حاکم کے سامنے کوئی حق بات کہنا اور بُرائی سے اسے روکنا، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کی شہادت کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے بلند درجہ شہادت کے برابر رکھا۔

اُمت کا اجتماعی عمل:

البتہ یہاں یہ بات قابل غور ہے۔ کہ نقصان پہنچنے کے اندیشے سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر چھوڑنا رخصت ہے۔ جیسے کوئی حاکم ظالم ہو اور وہ نصیحت کرنے والے کو یا منع کرنے والے کو قتل کردیتا ہو۔ لیکن جیسا پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ ایسے موقعوں پر بھی عزیمت کو اختیار کرنا افضل و اولیٰ ہے۔ کیونکہ رخصت کا یہ حکم جز کے بارے میں ہے کل کے بارے میں نہیں۔ یعنی فرد کے ساتھ مخصوص ہے اُمت کیلیے نہیں اس لیے جائز نہیں ہے کہ پوری امت ایک ظالم بادشاہ کے خوف سے ڈر کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ترک کردے۔ کیونکہ یہ ایک فرض کفایہ ہے اس لیے اُمت میں اس کا وجود ضروری ہے۔ اگرچہ جان کا اندیشہ ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے جہاد فرض کفایہ ہے اور اس فریضے کی ادائیگی ضروری ہے۔ چاہے اس میں کتنی ہی جانیں تلف ہوں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

فصل دوم:

رخصت و عزیمت تلاش کرنے کا شرعی حکم

ابتدائیہ:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو جو شریعت انبیا علیہم السلام کے ذریعے سے دی گئی ہے، اُس میں اللہ تعالیٰ ایسا کوئی حکم کبھی نہیں دیتے جو انسان کے تحمل سے باہر اور اُس کی برداشت اور استطاعت سے بڑھ کر ہو۔ ایمان اور عمل صالح کی جو ذمہ داری اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ڈالتا ہے، وہ اُسی حد تک ہے، جس حد تک اُن کے امکان میں ہے۔ یہ ذمہ داری اُن کی حد وسع سے زیادہ نہیں ہوا کرتی۔ شریعت خداوندی کے تمام احکام میں یہ معیار ہمیشہ سے قائم ہے کہ لوگوں کی طاقت سے زیادہ کوئی بوجھ اُن پر نہ ڈالا جائے اور جو حکم بھی دیا جائے، انسان کی فطرت اور اُس کی صلاحیتوں کے مطابق دیا جائے۔

اِس باب میں اللہ تعالیٰ کی یہی سنت سورۂ بقرۃ میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاؕ-لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْؕ-رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَاۚ-رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَاۚ-رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖۚ-وَ اعْفُ عَنَّاٙ-وَ اغْفِرْ لَنَاٙ-وَ ارْحَمْنَاٙ-اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾۔(1)

سورۂ انعام، اعراف اور المؤمنون میں اپنا یہی ضابطہ اللہ تعالیٰ نے اِس اسلوب میں بیان فرمایا ہے کہ

سورۃ الانعام:﴿وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗۚ-وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِۚ-لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۚ-وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰىۚ-وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْاؕ-ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾۔(2)

سورۃ الاعراف:﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ٘-اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِۚ-هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾۔(3)

سورۃ المؤمنون:﴿وَ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾۔(4)

1: البقرہ:2:286

2: الانعام:6:152

3: الاعراف:8:42

4: المؤمنون:23:62

www.ahlesunnatboardspak.com

قرآن مجید سے پوری صراحت کے ساتھ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے احکام و مطالبات کی انجام دہی میں مسلمانوں کے لیے کسی قسم کی کوئی تنگی اور مشقت نہیں رکھی ہے۔ بلکہ اِس کے برعکس ہم یہ جانتے ہیں کہ شریعت کے احکام و آداب اور دینی شعائر کی بجاآوری میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے رعایت اور رخصت دینے، آسانی پیدا کرنے اور تنگی کو اُٹھا دینے کا قاعدہ اپنایا ہے۔ سورۂ حج میں ایک مقام پر خدا کی بندگی کے بنیادی تقاضوں کو بیان کرنے کے بعد قرآن مجید نے اپنی شریعت میں رفع حرج کا یہ اصول اِس طرح بیان فرمایا ہے کہ

﴿وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖؕ-هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍؕ-مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَؕ-هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاس -فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِؕ-هُوَ مَوْلٰىكُمْۚ-فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ﴾۔(1)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا اُس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی تمہارے باپ ابراہیم کا دین اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ ہو اور تم اور لوگوں پر گواہی دو تو نماز برپا رکھو۔ اور زکوٰۃ دو اور اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو۔ وہ تمہارا مولیٰ ہے۔ تو کیا ہی اچھا مولی اور کیا ہی اچھا مددگار

اسلامی شریعت نے رفع حرج کا اِس قدر لحاظ رکھا ہے کہ سورۂ نساء کی آیت (۲۸) میں اللہ تعالیٰ نے اُن پابندیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، جو علما کی فقہی موشگافیوں کے باعث لوگوں پر لگ چکی تھیں، ارشاد فرمایا ہے کہ

﴿یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْۚ-وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا﴾۔(2)

اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف (آسانی) کرے اور آدمی کمزور بنایا گیا۔

اِسی طرح رمضان کے روزوں سے متعلق ایک رخصت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بطور اصول فرمایا ہے کہ

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِۚ-فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُؕ-وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَؕ-یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ٘-وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾۔(3)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔ لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔ تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔ اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے۔ اور تم پر

1: الحج:78:22

2: النساء:28:4

3: البقرہ:185:2

www.ahlesunnatboardspak.com

دشواری نہیں چاہتااور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔

﴿مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾۔(1)

اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کردے اور اپنی نعمت تم پر پوری کردے کہ کہیں تم احسان مانو۔

شریعت اسلامی میں رفع حرج اور رعایت دینے کا یہ مقدمہ جس صراحت کے ساتھ قرآن مجید مین بیان ہوا ہے، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی تعلیمات میں بھی اللہ تعالیٰ کے اِسی ضابطے کے شواہد جگہ جگہ دیکھ لیے جا سکتے ہیں۔ آپ کے علم و عمل کی روایتوں میں دین میں آسانی اور رخصت دینے اور مشقت اور تنگی کی نفی کرنے پر مبنی جو اصولی رہنمائی ہمیں ملتی ہے، وہ درج ذیل احادیث میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان ہوگئی ہے:

1۔((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْأَدْيَانِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: «الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ»۔))۔(2)

"ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ دین کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو سب سے یکسو ہو کر صرف اللہ کے لیے ہو اور جس میں سہولت ہو"۔

یہ اسلام کی تعریف ہے، جس طرح کہ خدا کے پیغمبروں نے اُسے پیش کیا ہے۔ چنانچہ قرآن سے اُس کی جو صورت سامنے آتی ہے، اُس میں زمین و آسمان کے پروردگار کے لیے وہی یک سوئی اور عمل کے لحاظ سے وہی سہولت ہے جس کا ذکر اِس روایت میں ہوا ہے۔

2۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ایک دوسرے موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ دِينَ اللَّهِ الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ))۔(3)

"اللہ کا دین وہ ہے جس میں صرف اللہ کے لیے یک سوئی ہوتی ہے اور جس میں سہولت اور آسانی ہے"۔

3۔((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذَا الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا، وَيَسِّرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ، وَشَيْءٍ مِنَ الدَّلْجَةِ))۔(4)

1: المائدہ:6:5

2: ابن حنبل، احمد بن حنبل، مسند امام احمد، الحدیث:2107

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

3: طبرانی، المعجم الاوسط، الحدیث: 794، مکتبہ دار الفکر بیروت لبنان، مطبع 1988ء

4: بیہقی، ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی، السنن الکبری، الحدیث: 5034، دار الکتب العلمیہ بیروت 2008ء

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِس میں شبہ نہیں کہ دین آسان ہے، اِس میں شدت اختیار کر کے جو شخص بھی اِسے پچھاڑنے کی کوشش کرے گا، یہ اُس کو عاجز کر دے گا۔ سو راہ راست کی رہنمائی کرو اور میانہ روی اختیار کرو اور لوگوں کو بشارت دو اور اُن کے لیے آسانی پیدا کرو اور صبح و شام اور رات کے کچھ حصے میں اللہ سے مدد مانگتے رہو"۔

4۔((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا))۔(1)

"انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو، اُنھیں مشکل میں نہ ڈالو اور اُنھیں اطمینان دلاؤ، اُن کو بھگاؤ نہیں"۔

مطلب یہ ہے کہ اُن کے سامنے دین کو اِس طرح مشکل بنا کر پیش نہ کرو کہ وہ اُس سے گریز و فرار کے راستے تلاش کرنے لگیں۔ یہ اِس لیے فرمایا کہ ایک ہی چیز بعض اعتبار سے سہل اور بعض اعتبار سے مشکل ہوتی ہے۔ چنانچہ دعوت کی ابتدا میں اگر اُس کے وہی پہلو نمایاں کیے جائیں جو بے گانہ سے بے گانہ لوگوں کے لیے بھی اپنے اندر دل آویزی کا بہت کچھ سامان رکھتے ہیں تو بعد میں توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے طبائع سے بظاہر ناموافق چیزوں کو بھی بتدریج قبول کر لیں گے۔

5۔((عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ: «بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا، وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا))۔(2)

"ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے حوالے سے کہیں بھیجتے تو فرماتے تھے: تم لوگوں کو خوش خبری دو، اُنھیں بھگاؤ نہیں اور اُن کے لیے آسانی پیدا کرو، اُنھیں مشکل میں نہ ڈالو"۔

6۔((عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ [لَهُمَا]: [«انْطَلِقَا فَادْعُوَا النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ،] يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا وَلاَ تَخْتَلِفَا))۔(3)

"ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اُن کو اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو دونوں سے کہا: تم لوگ جاؤ اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دو اور (یاد رکھو، اپنی اِس دعوت میں) اُن کے لیے آسانی پیدا کرنا، اُنھیں مشکل میں نہ ڈالنا اور اُنھیں بشارت دینا، اُن کو بھگانا نہیں اور ایک دوسرے کی بات ماننا، آپس میں اختلاف نہ کرنا"۔

www.ahlesunnatboardspak.com

1: طیالسی،امام ابوداؤد سلیمان ابن داؤد طیالسی، مسند طیالسی، رقم:2199،پروگریسو بکس،2014ء
2: قشیری،ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم شریف،الحدیث:1732
3:ایضا،الحدیث:1733

اِس سے مراد وہ اختلاف ہے جو ضدم ضدا کی صورت اختیار کرلے اور جس کے نتیجے میں لوگ اجتماعی معاملات کو بھی حق و باطل کا مسئلہ بنا کر کسی نظم کے تحت کام کرنے سے انکار کردیں۔اِس طرح کی صورت حال پیدا ہو جائے تو تجربہ یہی ہے کہ تمام کوششیں پھر ایک دوسرے کی نفی ہی میں صرف ہونے لگتی ہیں اور لوگ جس مقصد کے لیے اکٹھے ہوئے تھے، وہ بالکل پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔

7۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

((إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ))۔(1)

”تم آسانی پیدا کرنے کے لیے اُٹھائے گئے ہو، لوگوں کو مشکل میں ڈالنے کے لیے نہیں اُٹھائے گئے“۔

8۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

((عَلِّمُوا، وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا))۔(2)

”لوگوں کو سکھاؤ اور اُن کے لیے آسانی پیدا کرو، اُنھیں مشکل میں نہ ڈالو“

9۔((عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْأَدْرَعِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «[إِنَّ]خَيْرَ دِينِكُمْ أَيْسَرُهُ» قَالَهَا ثَلَاثًا))۔(3)

”محجن بن اَدرَع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارا بہترین دین وہی ہے جو آسان تر ہو۔آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی“۔

دین سے مراد یہاں دینی رویہ ہے جو کوئی شخص دین کو سمجھ کر اُس پر عمل کے لیے اختیار کرتا ہے۔

10۔((وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى رَضِيَ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ الْيُسْرَ، وَكَرِهَ لَهَا الْعُسْرَ» قَالَهَا ثَلَاثًا))۔(4)

”اِنھی محجن بن اَدرَع سے مروی ہے کہ آپ نے اِس موقع پر فرمایا: اللہ نے اِس اُمت کے لیے آسانی کو پسند فرمایا اور مشکل کو ناپسند کیا ہے۔آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی“۔

11۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر سیدہ عائشہ سے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّفًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا ...))۔(5)

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

1: طیالسی، امام ابوداؤد سلیمان ابن داؤد طیالسی، مسند طیالسی، رقم: 967

2: بجاولی، ابی سعد سنجر بن عبداللہ ناصری البجاولی، مسند الشافعی، رقم 22، شبیر برادرز، 2009ء

3: طیالسی، امام ابوداؤد سلیمان ابن داؤد طیالسی، مسند طیالسی، رقم: 1392

4: طبرانی، المعجم الکبیر، رقم 707، ملت پبلی کیشنز، مطبع 2016ء

5: ابن حنبل، احمد بن حنبل، مسند امام احمد، 14515

"اللہ نے مجھے سختی کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں فرمایا ہے، بلکہ مجھے سکھانے والا اور آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے"۔

اِسی روایت کے ایک طریق میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کہ

((إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا، وَلَا مُتَعَنِّتًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا))۔(1)

"اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا اور لوگوں کے لیے مشکلات ڈھونڈنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ اللہ نے مجھے تعلیم دینے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے"۔

12۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ:

((مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الْآخَرِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا...))۔(2)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی ایسے دو کاموں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا جن میں سے ایک دوسرے کی نسبت آسان ہوتا تو آپ اُن میں سے آسان تر کا انتخاب فرماتے، جب کہ تک اُس میں گناہ کی کوئی بات نہ ہو"۔

احکامِ شریعت میں تیسیر اور رفع حرج کے اِس اصول پر قائم رخصت اور تخفیف کے بہت سے احکام ہیں جو قرآن و سنت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عمل کی روایتوں میں دیکھ لیے جا سکتے ہیں۔ذیل میں ہم اِن احکام کی چند مثالیں پیش کریں گے، جن میں اللہ اور اُس کے رسول نے رخصت اور رفع حرج کا مذکورہ بالا اصول اپنی شریعت کے بہت سے احکام میں پوری طرح منطبق کر کے واضح فرما دیا ہے۔

رمضان کے روزوں میں رخصت:

سورۂ بقرہ میں مسلمانوں پر رمضان کے پورے مہینے کے روزوں کی بیان فرضیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے اس حکم کے ضمن میں ایک آسانی اور رخصت بیان فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ سفر یا بیماری (یعنی کسی مشقت) کی وجہ سے آدمی کے لیے روزہ رکھنا تکلیف کا باعث بن جائے تو ایسی صورت میں وہ رمضان کا فرض روزہ بھی چھوڑ سکتا ہے، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔تاہم چھوٹے ہوئے روزوں کو بعد میں رکھ کر اُسے اس مہینے کے روزوں کی گنتی پوری کرنا ہوگی پھر اس بیان رخصت کے متصل بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت میں موجود تیسیر کا ضابطہ بھی بیان فرما دیا ہے کہ (یہ رخصت اس لیے دی گئی ہے کہ) اللہ تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے اور نہیں چاہتا کہ تمھارے ساتھ سختی کرے۔

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

یہ تیسیر اور رفع حرج کے اصول کی رعایت سے شریعت کی ایک فرض عبادت کی ادائیگی کو ایک عام مشقت کی وجہ سے مؤخر کر دینے کی صریح مثال ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دین کے احکام کی بجاآوری میں مسلمانوں کے لیے کوئی سختی نہیں رکھی گئی ہے۔ بیماروں اور معذوروں کے لیے جہاد سے رخصت مشقت اور عذر کی بناپر بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو

1: قشیری، ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم شریف، الحدیث: 1478

2: ابن حنبل، احمد بن حنبل، مسند امام احمد، 25288

دین کے لازمی مطالبات سے بھی بالکل مستثنیٰ کر دیتے ہیں۔ اس کی ایک مثال قرآنی شریعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں قتال فی سبیل اللہ کے باب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ بعض موقعوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کے لیے مسلمانوں سے اپنے جان ومال پیش کرنے کا مطالبہ رکھا تو ان موقعوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی رفع حرج کا اپنا ضابطہ بیان فرماکر حقیقی معذورین کے لیے آسانی پیدا فرمائی اور ان کو اس لازمی مطالبے سے رخصت دے کر واضح فرمادیا کہ ایسے کمزور مریض اور تنگ حال مسلمان جو جہاد کے لیے تو بے قرار ہیں۔

لیکن اس راہ میں خرچ کرنے کے لیے ان کے پاس کچھ ہے، نہ وہ زاد راہ اور اپنی سواری کا بندوبست کرنے پر قادر ہیں۔ ایسے معذور مسلمان جہاد میں شامل نہ ہو سکیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے، بشرطیکہ یہ اللہ کے دین اور اُس کے رسول کے خیر خواہ رہیں۔ ارشاد فرمایا کہ:

﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖؕ-مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍؕ-وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، وَّ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ - تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ، اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَ هُمْ اَغْنِيَآءُۚ-رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِۙ-وَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾۔(1)

ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جنہیں خرچ کا مقدور (طاقت) نہ ہو جب کہ اللہ ورسول کے خیر خواہ رہیں نیکی والوں پر کوئی راہ نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انہیں سواری عطا فرماؤ تم سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں اس پر یوں واپس جائیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ابلتے ہوں اس غم سے کہ خرچ کا مقدور نہ پایا مواخذہ (پکڑ) تو ان سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ دولت مند ہیں انہیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی تو وہ کچھ نہیں جانتے۔

جہاد کے باب میں معذورین کے لیے اسی طرح کا استثنا اور رفع حرج سورۂ فتح میں بھی دیکھ لیا جاسکتا ہے، قرآن کریم ارشاد فرمایا ہے کہ:

www.ahlesunnatboardspak.com

﴿ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا،لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾۔(2)

1:التوبہ:9:93،91

2:الفتح:48:17،16

اُن پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ اُن سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا،اندھے پر تنگی نہیں اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر مواخذہ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اللہ اسے باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں اور جو پھر جائے گا اُسے دردناک عذاب فرمائے گا۔

رخصت کے اس حکم میں دیکھ لیجیے کہ معذور اور بیمار لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کے ایک لازمی مطالبے سے مستثنیٰ قرار دے کر بالکلیہ رخصت عنایت فرمادی ہے۔

حج وعمرہ میں رفع حرج اور رخصتیں:

1۔حج یا عمرہ کرنے والے کے لیے حالت احرام کی ممنوعات میں سے ایک ممانعت خشکی کے جانوروں کا شکار ہے۔تاہم محرم کے لیے دریائی جانوروں کا شکار کرنا اللہ تعالیٰ نے جائز رکھا ہے۔ارشاد فرمایا کہ:

﴿ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَ اتَّقُوا اللهَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴾۔(1)

حلال ہے تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔

غور کیجیے تو یہ رخصت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رفع حرج ہی کی اساس پر دی ہے۔اس لیے کہ خشکی کے سفر میں اگر زادِ راہ پڑ جائے تو اُسے کسی نہ کسی طرح حاصل کیا جا سکتا ہے، لیکن دریا کے سفر میں اس طرح کے موقعوں پر شکار کے سوا کوئی دوسرا راستہ باقی نہیں رہتا۔یعنی اسلامی شریعت میں محظورات احرام بھی یہ چیز ملحوظ رکھی گئی ہے کہ کوئی پابندی لوگوں کے لیے تنگی کا باعث کا نہ ہو۔

2۔قرآن مجید نے ہمیں بتایا ہے کہ حج یا عمرہ کے لیے سفر کرنے والے اگر کسی جگہ گھر جائیں اور ان کے لیے بیت الحرام تک جانا ممکن نہ رہے تو اس طرح کی صورت حال میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی، بلکہ آسانی اور

www.ahlesunnatboardspak.com

سہولت پر مبنی یہ حکم دیا ہے کہ وہ اونٹ، گائے، بکری میں سے جو جانور میسر ہو، اسے قربانی کے لیے بھیج دیں یا بھیجنا ممکن نہ ہو تو اُسی جگہ قربانی کر دیں اور سر منڈوا کر احرام کھول دیں۔ یعنی اس صورت میں صرف قربانی کرنا ضروری ہوگا اور مجبوری کی اس حالت میں یہ حج و عمرہ کے تمام مناسک کی قائم مقام ہو جائے گی۔ ارشاد فرمایا کہ:

﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ-فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ-وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى

1: المائدہ:5:96
یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ-فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ-فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ-فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ-فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ-تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ-ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ یَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾۔(1)

اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو مُیَسَّر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو بدلے دے روزے یا خیرات یا قربانی پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی مُیَسَّر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

چنانچہ یہ معلوم ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر اسی طرح کی صورت حال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسا ہی کیا تھا۔(2)

اس مثال میں دیکھ لیجیے کہ لوگوں کے لیے حج یا عمرہ میں اس طرح کی مشکل پیش آجانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے رعایت کا ایک آسان حکم بجالانے پر بقیہ تمام مناسک حج و عمرہ کی ادائیگی سے رخصت دے دی ہے۔

3۔ مذکورہ بالا آیت میں جب اللہ تعالیٰ نے یہ پابندی عائد کی کہ گھر جانے والے اپنے سر اُس وقت تک نہ مونڈیں، جب تک قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے تو دقت نظر سے دیکھیے کہ اس مقام پر بھی بیماروں اور سر کی تکلیف میں مبتلا لوگوں کے لیے قرآن مجید نے رفع حرج اور رخصت ہی کا حکم بیان کیا ہے کہ وہ اپنے عذر اور تکلیف کی وجہ سے قربانی سے پہلے بھی سر منڈا سکتے ہیں۔ اُن کے لیے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

www.ahlesunnatboardspk.com

تاہم روزوں یا صدقے یا قربانی کی صورت میں ان کو اس کا فدیہ دینا ہوگا۔ روایتوں میں بیان ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فدیے کے متعلق تفصیل پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا تین دن کے روزے رکھ لیے جائیں یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلادیا جائے یا ایک بکری ذبح کردی جائے تو کافی ہو جائے گا۔(3)

4۔ غور کیجیے کہ مریض کو اس مشکل سے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک فدیے کے بدلے میں نکال کر اُس کے لیے آسانی کی راہ پیدا فرمائی ہے۔

1: البقرہ:196:2

2: بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری شریف، رقم ۱۸۱۱، ۱۸۱۲

3: ایضاً، رقم ۱۸۱۴

4۔ مناسک، حج میں تیسیر کے اُصول پر آسان متبادل حکم کی صورت میں رعایت دینے کی ایک اور مثال یہ ہے کہ حج اور عمرہ کے لیے الگ الگ سفر کرنے کے بجائے باہر سے آنے والا کوئی شخص حج کے سفر میں عمرے کی ادائیگی کا فائدہ بھی اٹھالے تو اس کی اجازت ہے۔ لیکن ایسے حاجی پر اللہ تعالیٰ نے ایک عندیہ عائد کیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ متمتع پر اونٹ، گاے اور بکری میں سے جو جانور بھی میسر ہو، اس کی قربانی کرنا لازم ہوگا۔ تاہم وہ قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو آسانی اور رفع حرج ہی کی بنیاد پر اُس کے لیے یہ رخصت خود قرآن مجید نے بیان کی ہے کہ وہ قربانی کے بجائے دس روزے رکھ لے۔ پھر ظاہر ہے کہ حج کے انھی ایام میں حاجی کے لیے دس روزے رکھنا بھی مشقت کا باعث تھا تو اللہ تعالیٰ نے فدیے کی اس صورت میں بھی اُس کے لیے آسانی پیدا کردی اور فرمایا کہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھ لیے جائیں اور سات حج سے واپسی کے بعد ارشاد فرمایا:

پھر جب تمھارے لیے امن کی حالت پیدا ہو جائے تو جو کوئی اس سفر سے یہ فائدہ اٹھائے کہ حج کا زمانہ آنے تک عمرہ بھی کر لے تو اُسے قربانی کرنا ہو گی، جیسی بھی میسر ہو جائے۔ اور اگر قربانی میسر نہ ہو تو روزے رکھنا ہوں گے تین دن حج کے زمانے میں اور سات، جب حج سے واپس آؤ۔ یہ پورے دس دن ہوئے۔ اس طریقے سے ایک ہی سفر میں حج کے ساتھ عمرے کی یہ (رعایت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جن کے گھر بار مسجد حرام کے پاس نہ ہوں)۔ اس کی پابندی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور خوب جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

اس حکم کی مذکورہ بالا تفصیل سے صاف واضح ہے کہ باہر سے آنے والے عازمین بیت اللہ سے رب کعبہ کو اصلاً یہ مطلوب ہے کہ حج ہو یا عمرہ، ہر ایک عبادت کے لیے لوگ پورے اہتمام سے الگ الگ سفر کر کے آئیں۔ تاہم دور دراز کے لوگوں کے حج اور عمرہ، دونوں کے لیے الگ الگ سفر کرنا آسان نہیں ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک فدیے کے بدلے ان کے لیے اس معاملے میں آسانی فرمائی اور اجازت دی کہ اپنے حج کے سفر میں عمرہ بھی کرلیں۔ مزید یہ کہ فدیے کی ادائیگی میں اُن کے لیے سہولت پیدا

For More Information : Ahle Sunnat Boards Pakistan

فرمائی کہ جانور کی قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھ لیے جائیں اور پھر روزے رکھنے میں بھی مشکل اور تنگی کو اٹھالیا ہے کہ تین روزے ایام حج میں اور باقی سات اپنے گھر پہنچنے کے بعد رکھ لیے جائیں۔

5۔ یوم عرفہ کی رات مزدلفہ کے میدان میں گزارنا حج کے لازمی مناسک میں سے ہے اور اس میں یہ سنت قائم کی گئی ہے کہ صبح روشن ہونے تک حجاج وہیں ٹھیرے رہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے ثابت ہے کہ فجر کی نماز کے بعد روشنی کے پوری طرح پھیل جانے تک آپ مشعر الحرام کے پاس کھڑے دعاو مناجات کرتے رہے۔(1)

تاہم اس رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں، بوڑھوں، بچوں اور بعض اجازت چاہنے والوں کو رخصت دی کہ وہ صبح کو حجاج کے ازدحام میں مشقت اٹھانے کے بجاے رات ہی میں منٰی کے لیے روانہ ہو جائیں۔(2)

1: قشیری، ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم شریف، رقم:2950

2: ایضا، الحدیث:1292

یہ رعایت بھی دیکھ لیجیے کہ دین میں رفع حرج کے اصول پر دی گئی ہے اور منجملہ مظاہر تیسیر کے ہے۔

6۔ ایام تشریق میں جمرات کی رمی حج کے ضروری مناسک میں سے ہے، جب کہ ان کی راتوں میں قیام منی بھی ایک مطلوب سنت ہے۔ اس کے باوجود یہ معلوم ہے کہ علاقے کے بعض چرواہوں نے رات منی میں گزارنے کے بجاے اپنے ریوڑوں کے پاس چلے جانے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور فرمایا: 'یوم النحر کو کنکریاں مارنے کے بعد باقی دو دن کی کنکریاں ایک ہی دن مار لینا۔(1)

یعنی تیسیر و تخفیف کے اصول پر آپ نے نہ صرف یہ کہ انھیں ایام تشریق میں قیام منٰی سے رخصت دی، بلکہ ان ایام میں رمی کو مؤخر کر کے آخری دن اکٹھی کنکریاں مارنے کی رعایت بھی دے دی۔ دیکھ لیجیے، یہ عذر کی بنا پر اسلامی شریعت کے حکم سے رخصت دینے اور حکم کی تعمیل کو اپنے اصل وقت اور موقع سے مؤخر کر دینے کی ایک ثابت شدہ رعایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے بعض مناسک میں رفع حرج کے اصول پر لوگوں کو دی ہے۔

7۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم منٰی میں لوگوں کے سوالوں کا جواب دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو کسی نے پوچھا: مجھے معلوم نہ تھا، میں نے قربانی سے پہلے بال منڈوا لیے ہیں؟ آپ نے فرمایا اب قربانی کر لو، کوئی حرج نہیں۔ کسی نے پوچھا: مجھے معلوم نہ تھا، میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی ہے؟ آپ نے فرمایا: اب رمی کر لو، کوئی حرج نہیں۔ غرض یہ کہ کسی بھی چیز کی تقدیم و تاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہی کہا کہ اب کر لو، کوئی حرج نہیں۔(2)

اس موقع پر بھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد سے واضح فرمایا ہے کہ دین کے احکام کی انجام دہی میں اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی ہے۔ آپ نے کسی شخص پر دم دینا واجب نہیں کیا۔ بلکہ یہ بھی واضح فرمادیا کہ

www.ahlesunnatboardspak.com

تعبدی امور میں لاعلمی کی وجہ سے اور اور نادانستہ طور پر ہونے والی خلاف ورزی پر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ یہ اس لیے کہ ارشاد خداوندی ہے کہ :

﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْكُمْ ؕ وَ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَ لٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴾۔(3)

اُنہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے پھر اگر تمہیں اُن کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچازاد اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر ہوا ہاں وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

1: سجستانی، امام ابوداؤد سلمان بن اشعث سجستانی، سنن ابوداؤد، الحدیث: ۱۹۷۶، ۱۹۷۵، بیروت، دارالرسالۃ العالمیۃ، 1430ھ

2: بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری شریف، رقم ۱۷۳۶، ۱۷۳۷

3: الاحزاب: 5:33

8۔ اسی طرح یہ معلوم ہے کہ ضرورت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر طواف کرنے کی اجازت دی ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں بیمار تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے مجھے سواری پر طواف کر لینے کی ہدایت فرمائی۔(1)

نماز کی شریعت میں رخصتیں:

قرآن و سنت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عمل کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی عبادت میں بھی مسلمانوں کے لیے عسرت کے موقعوں پر اللہ تعالیٰ نے بہت سی آسانیاں اور رعایتیں عنایت فرمائی ہیں۔ نماز کو شریعت کی مقرر کردہ اصل ہیئت میں پڑھنا اور اِس کے آداب و شرائط کو پوری طرح بجالانا ہمارے لیے مشکل ہو جائے تو رفع حرج ہی کے اصول پر خود شریعت نے مختلف پہلوؤں سے رخصتیں بیان کر دی ہیں، جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

ا۔ شرائط نماز میں رعایت:

شرائطِ نماز کے باب میں اللہ تعالیٰ نے یہ رخصت بیان فرمائی ہے کہ سفر، بیماری یا پانی کی نایابی کی صورت میں کسی کے لیے وضو یا غسل، دونوں مشکل ہو جائیں تو اُس کے لیے حرج اور زحمت کی کوئی بات نہیں ہے، وہ تیمم کر سکتا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی کوئی پاک جگہ دیکھ کر اُس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر لے۔

ہر طرح کی حالتِ نجاست میں نماز کو کفایت کرے گا، یعنی یہ وضو اور غسلِ جنابت، دونوں کا متبادل ہو گا۔ وضو کے نواقض میں سے کوئی چیز پیش آجائے تو تیمم اُس کے بعد بھی کیا جاسکتا ہے اور یہ مباشرت کے بعد غسل جنابت کی جگہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اِسی طرح یہ رخصت بھی دی گئی ہے کہ مرض اور سفر کی حالت میں پانی موجود ہوتے ہوئے بھی آدمی تیمم کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی تیمم کی اِسی رخصت پر قیاس کرتے ہوئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وضو اور غسل سے متعلق کچھ مزید رخصتیں بیان فرمائی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے موزوں اور عمامے پر مسح کیا اور لوگوں کو اجازت دی ہے کہ اگر موزے وضو کر کے پہنے ہوں تو اُن کے مقیم ایک شب و روز اور مسافر تین شب و روز کے لیے موزے اتار کر پاؤں دھونے کے بجائے اُن پر مسح کر سکتے ہیں۔ (2)

۲۔ غسل کے معاملے میں عورتوں کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رخصت بیان فرمائی ہے کہ اُن کے بال اگر گندھے ہوئے ہوں تو اُنھیں کھولے بغیر اوپر سے پانی بہالینا ہی کافی ہے۔ (3)

1: بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، رقم ۱۶۲۶

2: ایضا، رقم ۱۸۲، ۲۰۳، ۲۰۵

3: قشیری، ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم شریف، رقم ۷۴۴

۳۔ جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے، وہ اگر بیماری کی صورت اختیار کر لیں تو ایک مرتبہ غسل کر لینے کے بعد باقی نمازیں اُس کے بغیر بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ (1)

خطرے کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز اور قرآنی رخصتیں:

قصر نماز کی رخصت کے متصل بعد، نماز ہی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی مشکل کا حل بیان فرمایا ہے جس کا تعلق خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی اور آپ کی اقتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نماز پڑھنے سے تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سفر میں خطرے کی ایسی حالت میں نماز کا وقت ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ میدان جنگ میں ہوں تو ایسی غیر معمولی صورت حال میں یہ مسئلہ تھا کہ نماز کی جماعت کھڑی کی جائے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم امامت کرائیں تو آپ کا کوئی صحابی اس جماعت کی شرکت سے محروم رہنے پر راضی نہیں ہو سکتا تھا۔

ایسی نازک صورت حال میں اللہ کے حضور اُس کے رسول کی اقتدا میں حاضری کے شرف سے، ظاہر ہے کہ کوئی شخص محروم رہنا نہیں چاہئے۔ آپ کی معیت میں ہر سپاہی کی یہ آرزو ہوئی کہ وہ آپ ہی کی اقتدا میں نماز ادا کرے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک فطری خواہش تھی، لیکن اس کے ساتھ دفاع کا اہتمام بھی ضروری تھا۔

www.ahlesunnatboardspak.com

چنانچہ قرآن مجید نے اس صورت حال کے لیے بالخصوص یہ تدبیر بتائی کہ اہل لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔امام اور مقتدی، دونوں قصر نماز پڑھیں اور دونوں گروہ یکے بعد دیگرے آپ کے ساتھ آدھی نماز میں شامل ہوں اور آدھی نماز اپنے طور پر ادا کر لیں۔ چنانچہ ایک گروہ پہلی رکعت کے سجدوں کے بعد پیچھے ہٹ کر حفاظت و نگرانی کا کام سنبھالے اور دوسرا گروہ، جس سے نماز نہیں پڑھی ہے، آپ کے پیچھے آکر دوسری رکعت میں شامل ہو جائے۔ارشاد فرمایا کہ :

﴿ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ۔□ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۔ وَ لْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ۔وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً۔وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ۔وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ۔اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴾۔(2)

اور اے محبوب جب تم اُن میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں پھر جب وہ سجدے کر لیں تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی اب وہ تمہارے مقتدی ہوں اور چاہیے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں کافروں کی تمنا

1: بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، رقم ۲۲۸،۳۰۶

2:النساء:4:102

ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینہ (بارش) کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لیے رہو بے شک اللہ نے کافروں کے لیے خواری (ذلت) کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہ بات کہ اس تدبیر کا تعلق خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی سے تھا، آیت کے آغاز میں وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ (اور جب تم اُن کے درمیان ہو) کے الفاظ: صاف واضح ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ کے بعد مسلمانوں میں کسی ایک ہی امام کی اقتدا کی خواہش نہ اتنی شدید ہو سکتی ہے اور نہ اس طرح کی آرزو کو اتنی اہمیت حاصل ہو سکتی ہے جو اس طرح کی باجماعت نماز کی متقاضی ہو۔ چنانچہ آپ کے بعد خطرے کے کسی بھی موقع پر قیام جماعت کا موقع ہو تو لوگ اب الگ الگ اماموں کی اقتدا میں نہایت آسانی کے ساتھ نماز ادا کر سکتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کے ساتھ خاص اس قرآنی حکم کو ہم یہاں اس لیے زیر بحث لائے ہیں کہ اس میں رفع حرج اور آسانی کی بنا پر دی گئی رخصتوں پر غور کیا جائے کہ خطرے کی ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے عام حالات کے برخلاف کہ نماز کو قصر کرنے کے علاوہ اس میں نقل و حرکت اور ساز و سامان کو اٹھائے رکھنے کی اجازت تک عنایت فرما دی ہے۔ جب کہ یہ

www.ahlesunnatboardspak.com

معلوم ہے کہ نماز کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کو بندوں سے اصلاً قنوت مطلوب ہے۔ ارشاد فرمایا ہے: وَقُومُوا لِلّٰہِ قَانِتِینَ (اور اللہ کے حضور میں نہایت ادب کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ)۔ اسی طرح دیکھیے کہ اس حکم میں ہر گروہ کے لیے آدھی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں پڑھنے کے بعد باقی آدھی خود سے پڑھنے کو بھی روا رکھا گیا ہے۔

چنانچہ صلاۃ الخوف کی اس قرآنی ہدایت سے ثابت ہوا کہ اسلامی شریعت کے احکام میں مسلمانوں کے لیے کوئی عسرت اور زحمت نہیں رکھی گئی ہے، بلکہ انسانی حالات کی رعایت سے اس میں نہایت آسانی دی گئی ہے۔

حالت خوف میں پیدل یا سواری پر نماز پڑھنے کی رخصت:

خطرے کی حالت اگر اس درجے کی ہو کہ معمول کے طریقے پر نماز پڑھنا ممکن نہ رہے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۳۹ میں مزید رخصت عنایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ بھر "اگر خطرے کا موقع ہو تو پیدل یا سواری پر، جس طرح چاہے (نماز) پڑھ لو۔ لیکن جب امن ہو جائے تو اللہ کو اُسی طریقے سے یاد کرو، جو اُس نے تمھیں سکھایا ہے، جسے تم نہیں جانتے تھے"۔

اس آیت سے جس طرح نماز کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ خطرات میں بھی کوئی مسلمان اسے نظر انداز نہیں کر سکتا، اسی طرح اس میں یہ بات بھی بصراحت بیان ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے احکام شریعت میں اس قدر آسانی اور سہولت اور اُن احوال کی اس درجے میں رعایت رکھی ہے کہ نماز کا وقت خطرے کی حالت اس رخصت کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نماز کے اعمال میں نہ صرف یہ کہ قنوت کی مذکورہ بالا صفت مجروح ہوتی ہے، بلکہ نماز کے مطلوب آداب لازمی اعمال اور شریعت میں ان کی مقرر کردہ ہیئت بھی مجروح ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس کے نتیجے میں جماعت کا اہتمام بھی ظاہر ہے کہ ممکن نہیں رہتا۔ چنانچہ غور کیجیے کہ نماز جیسی غیر معمولی عبادت اور اس کی مشروع ہیئت میں اس سب کچھ کو اللہ تعالیٰ نے گوارا فرمایا اور اپنے بندوں کے لیے آسانی اور رفع حرج کو ترجیح دی ہے۔ عبادت درست نہیں انھیں کہیں اطمینان سے نماز پڑھنے کا موقع بھی میسر نہ ہو تو پیدل چلتے ہوئے یا سواری پر جس طرح ممکن ہو، وہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

نماز کو چلتے ہوئے یا سواری پر پڑھ لینے کی یہ رخصت بھی اگرچہ ان خِفْتُمْ (اگر تمھیں اندیشہ ہو) کی شرط کے ساتھ بیان ہوئی ہے، لیکن روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کو رکنے کی زحمت سے بچانے کے لیے نفل نمازیں بھی سواری پر بیٹھے ہوئے پڑھ لی ہیں۔ (1)

نماز کے باب میں اوپر بیان کی گئی قرآنی رخصتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ سفر میں خطرے کی حالت ہو تو نماز کو قصر کیا جا سکتا ہے، بلکہ بعض نمازوں کو ایک وقت میں جمع بھی کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان رخصتوں سے مسلمان اپنے عام سفروں میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حالت جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز کا موقع ہو تو آپ کے صحابہ کو اللہ تعالیٰ

www.ahlesunnatboardspak.com

کی طرف سے مزید کچھ رعایتیں دی گئی تھیں۔ چوتھے یہ کہ سفر میں خطرے کی حالت انتہائی سنگین ہو تو نماز پیدل چلتے ہوئے یا سواری پر بیٹھے ہوئے بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

بیمار کے لیے نماز میں رعایت:

نماز میں قیام، رکوع، قومہ، سجود اور قعدہ؛ عام حالات میں یہ سب نماز کے لازمی اعمال میں سے ہیں۔ تاہم آدمی بیمار ہو اور قیام کرنا اُس کے لیے باعث مشقت ہو تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ رخصت دی ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی اُس کے لیے باعث زحمت ہو تو آپ نے مزید رعایت دی ہے کہ آدمی پہلو کے بل لیٹ کر بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔(2)

بیمار کو یہ رعایتیں بھی، ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے رفع حرج اور آسانی دینے کے ضابطے ہی پر دی ہیں اور ان میں بھی دیکھ لیجیے کہ صرف بیماری کی مشقت کی وجہ سے یہ گوارا کر لیا گیا ہے کہ آدمی نماز کے لازمی ارکان تک کو بے شک ترک کر دے۔ اس میں اُس کے لیے کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ دیکھیے کہ بیمار شخص کو قیام سے رخصت دینے کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قیام کے علاوہ اُس کو نماز کے دوسرے لازمی، ارکان یعنی رکوع اور قومہ کو بھی اصل مشروع صورت میں بجالانے سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔ اسی طرح مریض جب پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھے گا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اُس کو قعدے اور سجود سے بھی رخصت دے دی گئی ہے۔

1: بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری شریف، رقم ۱۱۰۴

2: ایضا، الحدیث، ۱۱۱۷

خلاصۃ البحث

مذکورہ بالا مواد کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ تجزیہ کرنا ہے کہ کیا ہم اپنی زندگی میں تمام امور وقت اور تقاضے کے مطابق انجام دے رہے ہیں؟ حقیقت حال یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگ اپنے کاموں، واجبات اور پیش آمدہ تقاضوں کو کل پر ٹالتے رہتے ہیں۔ عام زندگی میں اس طرز عمل کا پہلا اور بڑا نقصان تو یہ ہوتا ہے کہ اس طرح کے لوگ زندگی کی مثبت دوڑ میں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور ہمیشہ حالات کو کوستے رہتے ہیں۔ جہاں تک دینی امور کی بات ہے تو اس میں ٹال مٹول کرنے والے اور تقاضے سے صرف نظر کرنے والے اس حقیقت کو ذہن سے محو کر دیتے ہیں کہ موت کبھی بھی آسکتی ہے اور جس وقت کا وہ انتظار کر رہے ہیں وہ وقت آئے ہی نہیں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

وقت اور تقاضے کے مطابق کام کرنے کی اہمیت کا علم ہمیں اسلام کے ایک بنیادی رکن کے احکامات پر غور کرنے سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

www.ahlesunnatboardspak.com

نتائج

موضوع کی مناسبت سے یہاں ایک عوامی رجحان کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ کچھ لوگ حالات اور تقاضوں کو سمجھے بغیر امام حضرات اور مسجد کے منتظمین پر تنقید کرنا اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں اور بِلا ضرورت بھی کچھ نہ کچھ بول کر مسجد کے ماحول کو غیر سنجیدہ بنادیتے ہیں؛ اس سے صرف امام صاحب یا منتظمین کو ہی تکلیف نہیں ہوتی۔

بلکہ مسجد میں عبادت میں مشغول افراد بھی ذہنی خلجان کے شکار ہو جاتے ہیں۔اس تعلق سے معقول طرزِ عمل یہ ہونا چاہئے کہ اگر آپ کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ مسجد میں انجام پانے والے کسی عمل یا کام میں تبدیلی کی ضرورت ہے تو ماحول کو ہنگامہ خیز بنانے کے بجائے ذمہ داروں سے بات کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے حالات اور تقاضے کے مطابق کام کرنے کی جو ہدایات دی ہیں اور زندگی کے ہر شعبے میں حکمت، مصلحت اور سہولت کا جو نظریہ پیش کیا ہے، اس کو سامنے رکھ کر ہی ہم امور زندگی طے کریں اور انجام دیں۔اس طرح ہماری مثالی زندگی سے کامیابی وفتوحات کی راہیں کھلیں گی۔

www.ahlesunnatboardspak.com

سفارشات

اس موضوع میں ہم نے شرعی رخصتیں اوران کے احکام کے متعلق جانا۔

اس موضوع کو اگر کتابی شکل دی جائے تاکہ اس کا مطالعہ آسان ہو جائے،اور اس کو بذریعے سوشل میڈیا شیئر کیا جائے تاکہ اگر کوئی ایسے موضوعات کو پڑھنا چاہے۔

توان کو باآسانی یہ موضوع صحیح مل جائیں۔

اللہ پاک ہمیں اسلام کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطافرمائے۔آمین

www.ahlesunnatboardspak.com

فہرست آیات

آیت نمبر	طرف الآیۃ	نمبر شمار
	سورۃ آل عمران	
159	فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ	1

	سورۃالبقرہ	
235	وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ	2
	سورۃلقمان	
17	يٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ	3
	سورۃالانعام	
108	وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ	4
	سورۃالبقرہ	
229	اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ-فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍؕ-	5
	سورۃالنساء	
43	ٰٓیاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى	6
	سورۃالبقرہ	
173	اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ	7
	سورۃالبقرہ	
185	شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ	8
	سورۃالحج	
78	وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖؕ-هُوَ اجْتَبٰىكُمْ	9
	سورۃالطلاق	

www.ahlesunnatboardspak.com

10	يٰاَيُّهَا النَّبِىُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ	1
	سورۃالنور	
11	اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۔	2
	سورۃالحجرات	
12	وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَاۚ۔	9
	سورۃحم السجدہ	
13	اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ	30
	سورۃالبقرہ	
14	اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْؕ۔	214
	سورۃالانفال	
15	يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ	15،16
	سورۃآل عمران	
16	اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِۙ۔اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ	155
	سورۃالتوبہ	
17	ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	26
	سورۃالبقرہ	
18	يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً۔	208

www.ahlesunnatboardspak.com

	سورۃ آل عمران	
195	فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ	19
	سورۃ الانعام	
119	وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ	20
	سورۃ النحل	
106	مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِ وَقَلْبُهُ مُطْمَن	21
	سورۃ البقرہ	
184	وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ	22
	سورۃ الانعام	
152	وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ۔	23
	سورۃ الاعراف	
42	وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ	24
	سورۃ المومنون	
62	وَ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ	25
	سورۃ المائدہ	
6	مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ	26
	سورۃ التوبہ	

www.ahlesunnatboardspak.com

27	لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ	91،93
سورۃ الفتح		
28	قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ	16،17
سورۃ المائدہ		
29	اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ	96
سورۃ الاحزاب		
30	اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔	5
سورۃ النساء		
31	وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ	102

www.ahlesunnatboardspak.com

فہرست احادیث

نمبر شمار	طرف الحدیث
1	إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَن تُوتى رُخْصَهُ كَمَا يَكْرَهُ أَن تُوتىٰ مَعصِيَتَهُ
2	عليكم برخصة الله التي رخص لكم
3	فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ، فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَلِعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ
4	عبد الله بن أبي أوفى " أنَّ رسول الله (صلى الله عليه وسلم) في بعض أيَّامِهِ التي لقي فيها العدو
5	أَحَبُّ الاديانِ إِلَى اللهِ الحنيفِيةُ السَّمَحَةُ
6	ان شئت فصم وان شئت فافطر
7	عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْأَدْيَانِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: «الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ»
8	عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذَا الدِّينَ يُسْرٌ،
9	عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا
10	عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا
11	عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ
12	إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ
13	عَلِّمُوا، وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا
14	عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْأَدْرَعِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «[إِنَّ]خَيْرَ دِينِكُمْ أَيْسَرُهُ» قَالَهَا ثَلَاثًا
15	وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى رَضِيَ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ الْيُسْرَ، وَكَرِهَ لَهَا الْعُسْرَ» قَالَهَا ثَلَاثًا
16	إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّفًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا
17	مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الْآخَرِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا

فہرست مصادر ومراجع

www.ahlesunnatboardspak.com

القرآن الکریم

ابن حنبل، احمد بن حنبل، مسند امام احمد، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، 1421ھ

ابن منظور، علامہ ابی الفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، مکتبۃ فلسطین للکتب المصورۃ، 1405ھ

اعلیٰ حضرت، احمد رضا خان، ترجمہ کنزالایمان، مکتبۃ المدینہ (دعوت اسلامی)، 1432ھ

اعلی حضرت، احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، لاہور، رضا فاؤنڈیشن، 2000ء

امام بغوی، امام ابی محمد حسین بن مسعود البغوی الشافعی، خازن، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1415ھ، بمطابق 1995ء

بجاولی، ابی سعد سنجر بن عبداللہ ناصری البجاولی، مسند الشافعی، شبیر برادرز، 2009ء

بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری شریف، بیروت، دار طوق النجاۃ، 1422ھ، بمطابق 2002ء

بیہقی، ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی، السنن الکبری، دار الکتب العلمیہ بیروت 2008ء

حقی، الشیخ اسماعیل حقی بروسی، تفسیر روح البیان، احیاء التراث العربی بیروت، 2009ء

سبکی، تاج الدین ابی نصر عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی، رفع الحاجب عن مختصر ابن الحاجب، مالہ الکتب، 1999ء

سجستانی، امام ابوداؤد سلمان بن اشعث سجستانی، سنن ابوداؤد، بیروت، دار الرسالۃ العالمیۃ، 1430ھ

سیوطی، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی، تفسیر جلالین، مکتبۃ لبنان ناشرون، بیروت، لبنان، 1424ھ

شاطبیؔ، ابراہیم بن موسی بن محمد، الموافقات فی اصول الاحکام، دار الفکر، 2008ء

طبرانی، المعجم الاوسط، مکتبہ دار الفکر بیروت لبنان، مطبع 1988ء

طبرانی، المعجم الکبیر، ملت پبلی کیشنز، مطبع 2016ء

قشیری، ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم شریف، بیروت، شبیر برادرز لاہور، 1427ھ

ندلیسی، محمد بن یوسف الشہیر، بابی حیان الندلیسی، البحر المحیط، دار الکتب العلمیہ، 1413ھ

نعیمی، مفتی احمد یار خان نعیمی، تفسیر، نور العرفان، فرید بکڈپو پرائیویٹ لمیٹڈ، 2020ء

نووی، امام محی الدین زکریا بن شرف نووی، ریاض الصالحین، پروگریسو بکس، 2015ء

www.ahlesunnatboardspak.com